فصل اول

علم المخاصمه

۱) قرآن مجید میں جو علم مخاصمہ ہے اس مخاصمے کی کتنی اقسام ہیں اور کون کون سی ہیں؟

جواب) اس مخاصمہ میں ان دو قسمیں ہیں

پہلی: نص وارد کرنے کے ساتھ باتیں باطل عقیدوں کو ثابت کرنا اور فقط اس پر انکار کرنا ہے۔

دوسری: ان کے شبہات کو پختہ کرنا اور برہانی دلیل یا خطابی دلیلوں ان کا حل ذکر کرنا ہے۔

ذکر المشرکین:

مشرکین اپنے آپ اس حنیف کہتے تھے۔اور وہ ملت ابراہیمیہ کو مذہب اختیار کرنے دعوی کرتے تھے۔اور حنیف صرف اسے کہا جاتا ہے جو ملت ابراہیم کو مذہب اختیار کرے اور اس کے شعار کو لازم کرے۔

۲) ملت ابراہیم کے شعار بیان کریں؟

جواب) بیت الحرام کا حج کرنا۔

بیت الحرام کی طرف نماز میں منہ کرنا۔

جنابت سے غسل کرنا۔

ختنہ کرنا باقی تمام فطری عادات ہیں۔

حرمت والے مہینوں کی حرمت ہونا۔

مسجد حرام کی تعظیم کرنا۔

نسبی اور رضائی محرمات کا حرام ہونا۔

حلق میں ذبح کرنا۔

لبہ (نشانی لگانے کی جگہ) میں نحر کرنا۔

ذبح اور نحر میں کرنے کے ساتھ عبادت کرنا خصوصا ایام حج میں۔

۳) ملت ابراہیمی کی شریعت بیان کریں؟

جواب) وضو کرنا، نماز ادا کرنا، فجر سے غروب آفتاب تک روزہ رکھنا، یتیموں اور مسکینوں پر صدقہ کرنا، حق کے کاموں میں مدد کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا یہ اصل ملت میں مشروط تھا۔اور ان افعال کے ساتھ تعریف کرنا ان کے درمیان شائع تھا۔

۴) کیامشرکین ملت ابراہیمی کی شریعت پر عمل پیرا تھے؟

جواب) لیکن جمہور مشرکین ان کاموں کو ترک کرتے تھے یہاں تک کہ یہ افعال ایسے ہو گئے کہ گویا کہ وہ کوئی چیز نہیں تھے۔اور تحقیق قتل اور چوری اور زنا اور سود اور غصب کا حرام ہونا بھی اصل ملت میں ثابت تھا۔اور اور ان اشیاء کا انکار فی جملہ باقی تھا اور بہر حال جمہور مشرکین ان کاموں کو کیا کرتے تھے اور وہ لوگ تھے ان معاملات میں نفس امارہ اتباع کرتے تھے۔

۵) مشرکین کے عقائد بیان کریں؟

جواب) صانع سبحانہ و تعالی کے وجود کا عقیدہ،اس طور پر کہ وہ اسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے،بڑے حادثاتوں کی تدبیر کرنے والا ہے،اور یہ کہ وہ رسولوں کو بھیجنے پر قادر ہے،اور اپنے بندوں کو جگہ دینے پر قادر ہے اس پر جو عمل کرتے ہیں،اور یہ کہ وہ حادثاتوں کو اس سے پہلے بنانے والا ہے ان کے نزدیک ثابت تھا۔اس بات کا عقیدہ کہ ملائکہ اس کے مقرب بندے ہیں تعظیم کے مستحق ہیں یہ بھی ان کے درمیان ثابت تھا۔اور اس بات پر ان کے اشعار دلالت کرتے ہیں۔حالانکہ جمہور مشرکین کے لیے ان عقائد میں بہت سارے ایسے شبہات واقع تھے جو ان امور کے بعید جانے سے پیدا ہونے والے تھے۔

٦) مشرکین کی گمراہیاں تحریر کریں؟

جواب) شرک کرنا

تشبیہ دینا

تحریف (بگاڑ پیدا) کرنا

قیامت کا انکار کرنا

نبی پاک محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی رسالت کو بعید جاننا

برے اعمال کا پھیلنا

وہ مظالم جو ان کے درمیان تھے

فاسد رسموں ایجاد کرنا

عبادات کا زائل کرنا

۷) شرک کسے کہتے ہیں؟

جواب) شرک یہ ہے کہ غیر اللہ کے لیے ثابت کیا جائے ایسی صفات میں سے جو اللہ کے ساتھ مختص (خاص) ہیں۔جیسے عالم میں ایسے ارادے کے ساتھ تصرف کرنا جس کی تعبیر کن فیکون سے کی جائے،یا ایسا علم ذاتی رکھنا جو حواس کے ساتھ حاصل کیا ہوا نہ ہو اور عقل کی دلیل کے ساتھ اور خواب کے ساتھ اور الہام اور اس جیسے اور کے ساتھ بھی حاصل کیا ہوا نہ ہو۔یا مریض کی شفا کو وجود میں لانا،یا کسی شخص کے لیے لعن کرنا اور اس پر ناراض ہونا یہاں تک کہ اس ناراضگی کا سبق اس پر اس کا رزق تنگ ہو جائے یا وہ مرض میں مبتلا ہو جائے یا وہ بد بخت ہو جائے۔یا کسی شخص پر رحم کرنا یہاں تک کہ اس کے لیے اس کا رزق کشادہ ہو جائے اور اس کا بدن صحیح ہو جائے اور وہ خوش بخت ہو جائے۔

۸)مشرکین کے شرک کی وضاحت کریں؟

جواب) مشرکین عرب جواہر کی تخلیق کرنے میں اور بڑے امور کی تدبیر کرنے میں کسی کو بھی شریک نہیں کرتے تھے، نہ ہی وہ کسی کے لیے غالب آنے کی قدرت قدر ثابت کرتے تھے جب اللہ پاک کسی معاملے میں فیصلہ کرے۔ ان کا شریک کرنا صرف بعض بندوں کے ساتھ خاص امور میں تھا۔ وہ گمان کرتے تھے کہ بادشاہوں میں سے بڑا بادشاہ اپنے خاص بندوں کو مملکت کے اطراف میں بھیجتا ہے، اور ان کو امور جزئیہ میں تصرف کرنے والا بناتا ہے اس طور پر کہ وہ بادشاہ کی جانب سے حکم صریح ثابت کرتے ہیں تو بادشاہ امور جزئی کی تدبیر کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا اور وہ ان کی طرف تمام بندوں امور کو سپرد کر دیتا ہے اور وہ ان کی شفاعت معاملات میں قبول کرتا ہے جو ان کی خدمت کرتے ہیں اور جو ان کا وسیلہ دیتے ہیں اور اسی طرح وہ گمان کرتے تھے کہ بادشاہ مطلق جل مجدہ اس نے بعض بندوں کو الوہیت کے مرتبے کے ساتھ شرف بخشا ہے اور وہ ان کا راضی ہونے اور ان کے ناراض ہونے کو تمام بندوں پر ترجیح دیتا ہے۔ تو وہ اللہ کے مخصوص مذکورہ بندوں کے تقرب کے وجوب کے قائل ہیں۔ تاکہ ان کے لیے بس ہے مطلق قبول کرنا آسان ہو جائے اور ان کی شفاعت ان کے مقربین کے لیے روزمرہ کے مامور میں قبول ہو جائے۔ اور وہ جائز قرار دیتے تھے ان امور کو دیکھتے ہوئے کہ وہ سجدہ کرے ان کو اور ان کے لیے ذبح کریں اور ان کا حلف اٹھائیں اور ضروری معاملات میں کن فیکون کی قدرت کے ساتھ ان کی مدد طلب کریں۔ اور وہ پتھر اور سوئے اور اس کے علاوہ سے ایک صورت تراشتے تھے اور وہ اور وہ ان ارواح کی طرف توجہ کا مرکز بناتے تھے یہاں تک کہ جاہلوں نے یہ عقیدہ رکھ لیا یہ صورتیں ہی بذات خود معبود ہیں تو اس کے ساتھ بہت بڑے بگاڑ راستہ پالیا۔

۹) تشبیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب) تشبیہ صفات بشریہ کو اللہ پاک کے لیے ثابت کرنے کا نام ہے۔

۱۰)مشرکین کے تشبیہ دینے کی وضاحت کریں؟

جواب) مشرکین کہتے تھے کہ بے شک ملائکہ اللہ سبحانہ و تعالی کی بیٹیاں ہیں اور وہ اپنے بندوں کی شفاعت کو قبول کرے گا اگرچہ وہ راضی نہ ہو جیسا کہ بادشاہ بڑے بڑے وزیروں کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ اسی طرح کرتا ہے۔ اور وہ اللہ پاک کا وہ علم اور سمع اور بصر جو اس کے شان الوہیت کے لائق ہے، کمی کی ذہنوں وجہ سے اس کو اپنے معبودوں کے علم اور سننے اور دیکھنے پر قیاس کرتے تھے، اور وہ اپنے قول میں اللہ تعالی کے لیے جسم اور مکان میں محیط ہونے کو ثابت کرتے تھے۔

۱۱) مشرکین کی تحریف کی وضاحت کریں؟

جواب) بے شک اولاد اسماعیل علیہ السلام اپنے دادا کریم (حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام) کی شریعت پر تھے۔ یہاں تک کہ عمر بن لحی لعنۃ اللہ علیہ [۱] آیا تو اس نے ان کے لیے بت کیے اور ان کے لیے ان کی عبادت شروع کی اور ان کے لیے بحیرہ اور سائبہ اور حام اور خیر وہ شر کو تیر پھینکنے کے ساتھ معلوم کرنا اور جو اس کے مشابہ ہے ایجاد کیا۔ اور یہ حادثہ حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی وسعت سے تقریبا 300 سال پہلے واقع ہوا۔ اور جاہل لوگ اس باب میں اپنے آباؤ واجداد کے آثار سے دلیل پکڑتے ہیں اور وہ اسے قطعی دلیل شمار کرتے ہیں۔

---

۱) بنو خزاعہ کے سردار عمرو بن لحہ کی پرورش دینی لحاظ سے ہوئی تھی۔ لہٰذا لوگ اس کے پیروکار بننے لگے۔ عمرو بن لحہ نے ملک شام کے سفر کے دوران لوگوں کو بتوں کی پوجا کرتے پایا۔ چونکہ یہ انبیاء کرام کی سرزمین تھی لہٰذا عمرو نے یہ عمل برحق جانا۔ وہ اپنے ساتھ ہبل بت لے آیا اور اسے خانہ کعبہ کے اندر نصب کر دیا۔ چونکہ عمرو بن لحہ کو دینی پیشوا مانا جاتا تھا لہٰذا اہل مکہ اور پھر بقیہ عرب باشندگان نے بت پرستی اختیار کر لی۔ ہبل انسان کی شکل میں تھا۔ اس کو اہل مکہ سب سے بڑا اور اہم بت سمجھنے لگے۔ ہبل کا دایاں ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا۔ قریش مکہ نے وہ سونے کا بنوا کر لگا دیا۔ آگے جاری ہے-------

۱۲)مشرکین قیامت کا انکار کرنے کی کیا وجہ تھی؟

جواب) بے شک پچھلے انبیاء علیہم السلام نے حشر و نشر کو بیان فرمایا تھا۔ لیکن وہ بیان کرنا وضاحت اور پھیلاؤ کے ساتھ اس کی مثل جو قرآن پاک شامل کرتا ہے۔ اور اسی لیے جمہور مشرکین اس پر مطلع نہیں تھے۔ اور وہ اسے بعید سمجھتے تھے۔

۱۳) مشرکین کن کن نبیوں کی نبوت کا اعتراف کرتے تھے؟

جواب) یہ جماعت حضرت سیدنا ابراہیم اور حضرت سیدنا اسماعیل علیہما السلام کی نبوت کا اعتراف کرتی تھی بلکہ حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام کی نبوت کا بھی اعتراف کرتی تھی۔

۱۴) مشرکین حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی نبوت کو بعید جاننے کی کیا وجہ ہے؟

جواب) مشرکین اللہ عزوجل کی تدبیر کی حقیقت کو رہی پہچانتے تھے وہ حقیقت جو انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا تقاضا کرنے والی ہے۔ اور وہ اسے بعید سمجھتے تھے اس لیے کہ وہ رسول اور مرسل کو ہم مثل مانتے تھے۔ اور وہ کمزور و شبہات پیش کرتے تھے جیسا کہ وہ کہتے تھے رسولوں کے بارے میں: وہ کھانے اور پینے کی طرف محتاج کیسے ہوتے ہیں حالانکہ وہ انبیاء ہیں؟ اور اللہ پاک سبحانہ و تعالی نے ملائکہ کو کیوں نہیں بھیجا؟ اور اللہ پاک نے ہر انسان پر علیحدہ طور پر وحی نازل کیوں نہیں فرمائی؟ اور اسی اسلوب پر اور بھی ہیں۔

۱۵) کسی مثال کے ساتھ مشرکین کے احوال کی وضاحت کریں؟

جواب)

۱۶)مشرکین کی شرک کرنے کے جوابات تحریر فرمآئے؟

جواب)

۱) دلیل طلب کرنا اباؤاجداد کی تقلید کے ساتھ دلیل پکڑنے کو توڑنا۔

۲) ان بندوں اور رب تعالی کے درمیان برابری کا نہ ہونا اور اللہ عزوجل کے ساتھ تعظیم کی انتہا کا مستحق ہونا خاص ہے نا کہ ان بندوں کے ساتھ۔۔

۳)اس مسئلے پر میں انبیاء علیہم السلام کا اجماع بیان کرنا(هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَاؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ (۹۲) ترجمہ کنزالایمان: اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اُتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو آگے تھیں اور اس لیے کہ تم ڈر سناؤ سب بستیوں[...])۔

۴) بتوں کی عبادت کی برائی بیان کرنا اور انسانی کمالات کے مرتبے پر پتھروں کو نہ ہونا ہے تو وہ کیسے الوہیت کے مرتبے کے ساتھ ہوں گے۔ اور یہ جواب ہے جو کہ ایسی قوم کے لیے چلا جو عقیدہ رکھتے تھے کہ بت بذاتہ معبود ہیں۔

۱۷) مشرکین کے تشبیہ دینے کے جوابات تحریر کریں؟

جواب)

۱) دلیل طلب کرنا اباؤاجداد کی تقلید کے ساتھ دلیل پکڑنے کو توڑنا۔

بخاری شریف کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب قوم نوح کے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ عمرو بن لحہ کے تابع ایک جن تھا۔ اس نے عمرو بن لحہ کو جدہ میں دفن قوم نوح کے بتوں یعنی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ عمرو بن لحہ ان بتوں کو نکال لایا اور حج کے ایام میں انھیں مختلف قبائل کے حوالے کیا(الرحیق المختوم، طبع جدید، صفحہ 57)۔

۲) باپ اور بیٹے کے درمیان ہم جنس ہونے کی ضرورت کو بیان کرنا اور وہ مفقود ہے۔

۳) وہ چیزیں جو مشرکین کے نزدیک مذموم اور ناپسندیدہ ہونے کی برائی کو بیان کرنا تو وہ اللہ کے لیے کیسے ہوں گی۔() یہ یہ جواب ایسے کام کے لیے چلا آیا گیا ہے جو مشہور مقدموں اور جھوٹے وہموں کا عقیدہ رکھتے تھے اور ان میں سے اکثر اسی صفت پر تھے۔

۱۸) مشرکین کی تحریف کا جواب تحریر کریں؟

جواب) ان تمام چیز کے آئمہ ملت سے نقل نہ ہونے کو بیان کرنا اور یہ بیان کرنا کہ یہ تمام کا تمام نئی ایجاد ہے اور پہلے نہ تھا۔

۱۹) حشر و نشر سمجھنے کا جوابات تحریر کریں؟

جواب)

زمین کے اور جو اس کے مشابہ ہیں اس زندہ کرنے پر قیاس کرنا۔

حشر کے بارے میں خبر دینے میں اہل کتاب کے موافق ہونے کو بیان کرنا۔

۲۰) رسولوں کے بھیجنے کو بعید جاننے کا جوابات تحریر کریں؟

جواب) گزری ہوئی امت میں رسولوں کے پ آئے جانے کا بیان کرنا (وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ فَسْــٴَـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) (کنزالایمان: اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنہیں ہم وحی کرتے تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو) (وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ(43) ترجمہ کنزالایمان: اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے)۔

وحید جاننے کے خیال کو دور کرنا اس بات کو بیان کرنے کے ساتھ کہ رسالت یہاں وحی کا نام ہے) (وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا) (ترجمہ کنزالایمان: اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر) اور وحی کی تفسیر اس کے ساتھ ہوتی ہے جو محال نہیں ہوتی (قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا (110) ترجمہ کنزالایمان: تو فرماؤ ظاہر صورتِ بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

۲۱) قرآن پاک میں مضامین کی تکرار کا سبب بیان کریں؟

جواب) تو جب اکثر وہ جو مشرکین کی طرف بھیجا گیا تو یہ مضامین بہت ساری سورتوں میں ثابت ہیں بہت سارے اسلوب کے ساتھ اور بلیغ تاکیدوں کے ساتھ، ہاں اسی طرح مناسب ہے کہ حکیم مطلق کا مخاطب کرنا ان جاہلوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہو اور کلام ان بے وقوف کے مقابلے میں اس تاکید کے ساتھ ہو (ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ) (ترجمہ کنزالعرفان: علم والے کا مقرر کیا ہوا اندازہ ہے)۔

۲۲) یہودیوں کی گمراہیاں بیان کریں؟

جواب)

لفظی معنوی طور پر تورات کے احکام کی تحریف کرنا۔

تورات کی آیتوں کو چھپانا۔

اس کو ملانا جو اس میں سے نہیں ہے یہودیوں کی جانب سے بطور جھوٹ باندھنا ہے۔

تورات کے احکام کو قائم کرنے میں سستی کرنا۔

اپنے مذہب میں تعصب کرنے میں مبالغہ کرنا۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی نبوت کو بعید جاننا۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے طعن یا گستاخی کرنا بلکہ حق تعالی عزوجل کی طرف بھی نسبت کرتے ہوئے گستاخی کرنا۔

بخل حرص اور اس کے علاوہ میں مبتلا ہونا۔

۲۳) کیا تورات میں لفظی تحریف ہوئی ہے؟

جواب) مصنف علیہ الرحمہ کے نزدیک حق بات یہ ہے کہ وہ تورات کے ترجمے اور اسی کی مثل میں تحریف کرتے تھے نہ کے اصلی تورات میں تحریف کیا کرتے ہیں۔اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا ہیں۔

۲۴) تحریف معنوی سے کیا مراد ہے؟

جواب) ہٹ دھرمی کرنے اور سیدھے راستے سے پھرنے کے ساتھ آیت کو اس کے معنی کے علاوہ پر محمول کرنے کے ساتھ فاسد تاویل کرنا ۔

۲۴) کیا تورات و انجیل میں آیا ہے کہ نصرانی اور یہودی سچے دین دار ہوتے ہیں؟

جواب) بے شک ہر دن میں فاسق دین دار اور انکار کرنے والے کافر کے درمیان فرق بیان کیا گیا تھا۔اور کافر کے لیے ہمیشگی والا اور شدید عذاب ثابت کیا گیا تھا اور انبیاء کی شفاعت کے ساتھ دوزخ سے فاسق کے نکلنے کی جواز کو بھی بیان کیا گیا تھا۔اور اس معنی پختہ کرنے میں ہر ملت میں دین دار کے نام کو اس ملت کے ساتھ ظاہر کیا گیا تھا اور تورات میں یہ درجہ یہودی اور عبری کے لیے تھا انجیل میں نصرانی کے لیے تھا، اور قرآن عظیم میں یہ درجہ مسلمانوں کے لیے ہے اور حکم کا دارومدار اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانا ہے اور اس نبی کے فرمانبرداری کرنا ہے جو ان کی طرف بھیجا گیا ہے اور ملت کی شریعت پر عمل کرنا ہے اور اس ملت میں منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا ہے، کسی فرقے کو کسی وجہ سے کوئی تخصیص نہیں ہے، تو یہودیوں نے گمان کیا کہ یہودی اور عبری جنت میں داخل ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام کی شفاعت ان کو نفع دے گی ()۔ اگرچہ وہ حکم کا دارومدار ثابت نہ کرے اور وہ ایسی وجہ کے ساتھ اللہ پر ایمان لانے والے تھے جو کہ صحیح نہ تھا۔اور اگرچہ ان کے لیے آخرت پر ایمان لانے سے کوئی حصہ نہیں تھا اور اور وہ نبی جو ان کی طرف بھیجے گئے تھے ان کی رسالت ایمان لانے سے کوئی حصہ نہیں تھا۔اور یہ خالص غلط بات ہے اور محض جاہلیت ہے اور جبکہ قرآن پاک حفاظت کرنے والا ہے تمام پچھلی کتابوں کی حفاظت کرنے والا ہے اور ان کتابوں میں مشکل جگہوں کو بیان کرنے والا ہے مکمل طور پر اس شبہ سے پوشیدگی کو کھولنے والا ہے ()۔ یہ یہودیوں کی تحریف معنوی کی ایک صورت ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو گمراہ کیا کرتے تھے۔

۲۵) کیا حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی اولادوں کو ہمیشہ یہودی مذہب اختیار کرنے کا وصیت کی تھی؟

جواب) جی نہیں یہ بھی یہودیوں کی ایک فاسد تاویل ہے اور تحریف معنوی کی ایک صورت ہے۔ چنانچہ ہر ملت میں ایسے احکام کو بیان کیا گیا تھا جو اس زمانے کی مصلحت کے ساتھ مناسبت رکھتے تھے اور شرعی قانون بنانے میں قوم کی عادتوں کی رعایت کی جاتی تھی۔ اور اس کو لینے اور اس پر ہمیشہ عمل کرنے اور اعتقاد رکھنے کا حکم دیا جاتا تھا۔

۲۶) کیا محبوب بندہ ہونے کا شرف صرف یہودیوں عبرانیون اور اسرائیلیوں کے درمیان ہی گھومتا ہے؟

جواب) جی نہیں یہ بھی یہودیوں کی فاسد تاویلات ہیں اور تحریف معنوی کی ایک صورت ہے چنانچہ اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام اور ان کی اتباع کرنے والوں کو ہر امت میں مقرب اور محبوب کے لقب سے شرف بخشا ہے اور نہ پسندیدہ ہونے کی صفت کے ساتھ امت کے انکار کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے اور اس باب میں خطاب ایسے لفظوں کے ساتھ واقع ہوا ہے، جو ہر قوم میں شائع تھے تو عجب نہیں اگر اللہ پاک نے محبوب کی جگہ ابن کا لفظ ذکر کیا ہو۔ لیکن یہودیوں نے گمان کیا کہ یہ شرف یہودی عبری اور اسرائیلی کے نام کے درمیان ہی گھومتا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ فرمانبرداری اور خضوع اور اس حق پر چلنے کی صفت پر بولا جاتا ہے جس کو اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمایا، نہ کہ ان کے غیر پر نازل کیا۔ ان کے ذہنوں میں بہت سی فاسد تاویلات راسخ تھی، جن کو انہوں نے اپنے باپ داداؤں سے لیا ہوا تھا۔ قرآن کریم میں مکمل طور پر ان تمام شبہات کو زائل فرمایا ہے۔

۲۷) یہودیوں کے تورات کی آیات کو چھپانے کا کیا غرض تھا؟

جواب) یہودی آیات اور بعض احکام کو اس لیے چھپایا کرتے تھے، تاکہ وہ عزت والے مرتبے پر قائم رہے یا بلند منصب کو حاصل کریں۔ وہ اپنی خواہشات پر لوگوں کے اعتقاد کے جانے سے خوف کرتے ہوئے اور اس آیت پر عمل چھوڑنے کے ساتھ لوگوں کی ملامت کرنے سے بچتے ہوئے آیات کو چھپاتے۔

۲۸) تورات میں زنا کی سزا کیا بیان کی گئی تھی اور یہودیوں نے اس کو کیسے چھپایا؟

جواب) زانی کے لیے تورات شریف میں رجم کا حکم ذکر کیا ہوا تھا اور یہودیوں نے رجم کو چھوڑنے اور کوڑوں کو قائم کرنے اور اس کی جگہ منہ کالا کرنے پر اپنے احبار کے اجماع کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا تھا۔ وہ اس آیت کو بدنامی کے کی وجہ سے چھپایا کرتے تھے۔

۲۹) یہودیوں نے نبی پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی بعثت والی آیت کو کیسے چھپایا؟

جواب) اور ان آیتوں میں سے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام کی اولادوں میں سے نبی کی بعثت کی بشارت بھی تھی۔ اور اس میں ایسے دین کے وجود کی طرف اشارہ تھا جس کا ظہور اور جس کی شہرت حجاز کی زمین میں مکمل ہوگی اور وہ عرفہ کے پہاڑ کو تلبیہ ( ) سے بھر دیں گے، اور عالم کے مختلف جگہوں سے اس جگہ کا قصد کریں گے حالانکہ یہ آیت تورات میں ابھی تک ثابت ہے۔ یہودی اس طور پر اس کی تاویلیں کیا کرتے ہیں کہ اس میں اس دین کے پے آئے جانے کی خبر ہے کے حالانکہ اس میں اس کو بطور دین لینے کا حکم نہیں ہے۔ اور وہ کہا کرتے تھے ( ) جنگ ہے جو ہم پر لکھی گئی ہے، لیکن جب عام یہودیوں نے اس گھٹیا باطل تاویل کو قبول نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کے صحیح ہونے اور سلامت ہونے کا اعتراف کرتے تھے تو وہ اپس میں وصیت کرتے تھے اس بارے میں کہ وہ اس راز کو فاش نہ کریں اور وہ اس کو آپس میں ظاہر نہ کریں ( )، وہ کتنے ہی جاہل ہیں، کیسے اس دین کے پے آئے جانے کی خبر دینے پر حضرت ہاجرہ حضرت اسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام پر اللہ سبحانہ و تعالی اس مبالغے کے ساتھ احسان کرنے کو اور اس شرف کے ساتھ اس امت کے ذکر کرنے کو محمول کیا گیا۔ اور اس میں اس دین کو بطور دین لینے کے بارے میں ترغیب دلانا اور حرص دلانا اور ابھارنا نہیں ہوتا ہے۔

۳۰) افتراء سے کیا مراد ہے اور اس کی اسباب تحریر کریں؟

جواب) اس طرح سے مراد یہودیوں کا ایک آیت کو اس کے ساتھ ملانا جو اس آیت کا مقام نہیں ہے۔

یہودیوں کے افتراء کے تین اسباب ہیں:

احبار اور رہبانیوں پر تشدد اور تعمق [۱] کا داخل ہونا۔

استحسان کرنا [۲] یعنی شارح کی نص کے علاوہ بعض احکام استنباط کرنا اس میں بعض مصلحتوں کے پ آئے جانے کی وجہ سے۔

کمزور استنباط کو رائج کرنا توان کمزور استنباط کی پیروی کرنے کو اصل کے ساتھ ملا دیا گیا، اور وہ گمان کرتے تھے کہ ان کے سلف کا اتفاق قطعی دلیلوں میں سے ہے، اور ان کے لیے کوئی بھی اعتماد کرنے والی دلیل نہیں تھی حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت کے انکار کرنے کے بارے میں مگر ان کے اسلاف کا قول موجود تھا۔

---

۱) تعمق کی حقیقت: شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ شارع نہ کسی بات کا حکم دیا یا کسی چیز سے منع کیا تو امت میں سے ایک اسے سنتا ہے اور اپنی ذہنیت کے مطابق اسے سمجھتا ہے تو وہ حکم کے مطابق کرتا ہے اس کی طرف جو بعض وجوہات یا علت کے بعض اجزاء کے اعتبار سے اس کے تشابہ ہوتی ہے،

مثال: جیسے شارع نے جب نفس کو مغلوب کرنے اور جماع سے روکنے سے روزے کی وضاحت کی تو بعض لوگوں نے گمان کیا کہ سحری مشروع حکم کے خلاف ہے کیونکہ وہ نفس کو مغلوب کرنے کی نقیض ہے۔ اور ایک جماعت نے روزے دار پر اس کی بیوی کے بوسے لینے کو بھی حرام قرار دیا کیونکہ وہ جماع کی طرف بلانے والوں میں سے ہیں۔ کیونکہ شہوت پوری کرنے میں وہ جماع کے مشابہ ہے۔ تو رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس معاملے کے فساد کو ظاہر کر دیا اور بیان کر دیا کہ یہ تحریف ہے۔

تشدد کی حقیقت: ایسی مشکل عبادات کو اختیار کرنا جس کا حکم شارع عزوجل نہیں دیا۔ جیسے صوم وصال اور شادی نہ کرنا اور سنت وہ آداب اس طرح لازم کرنا جیسے واجبات لازم ہوتے ہیں۔ تو جب یہ تعمق اور تشدد کرنے والے قوم کو سکھانے والے اور ان کے سردار ہو گئے تو قوم سمجھی کہ یہ شرح کا حکم ہے اور اس کی رضا ہے۔

۲) یہودیوں کا استحسان اللہ پاک کے حکم کے برخلاف ہوتا تھا جیسا کہ زنا کی سزا میں اللہ پاک نے تورات میں رجم کا حکم ارشاد فرمایا تھا، لیکن ان کے علماء نے استحسان کرتے ہوئے اس حکم کو ہی تبدیل کر دیا انہوں نے کوڑے اور منہ کالا کرنے کی سزا استحسانا لگائی، یہ گمان کرتے ہوئے کہ رجم فساد کا باعث ہے۔

جبکہ مسلمانوں کا استحسان اس کے برخلاف ہے، وہ استحسان میں نص شارع (یعنی اللہ پاک کے حکم) کو نہیں چھوڑتے بلکہ قیاس جلی کو ترک کرتے ہیں۔ چنانچہ استحسان وہ قیاس خفی ہے جس کا اثر قوی ہوتا ہے۔ چنانچہ قیاس کی دو قسمیں ہیں قیاس جلی و خفی قیاس خفی کو استحسان بھی کہتے ہیں لیکن استحسان قیاس خفی سے عام ہے (التوضیح)، کیونکہ اس کا اطلاق قیاس کے علاوہ پر بھی ہوتا ہے۔ لیکن غالب طور احناف کی کتب اصول میں استحسان سے قیاس خفی ہی مراد ہوتا ہے۔

استحسان کی تفسیر: وہ دلیل ہے جو اس قیاس جلی کے مد مقابل ہو جس کی طرف سوچیں سبقت لے جاتی ہوں (الحسامی)۔

استحسان کی دو طریقوں کا ہوتا ہے: ایک وہ جس کا اثر قوی ہو یہ قیاس پر مقدم ہوتا ہے۔ یہ استحسان کبھی اثر (کتاب وسنت) کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ سلم، سلم میں معقود علیہ (جس پر عقد کیا جارہا ہوتا ہے) وہ موجود نہیں ہوتی۔ قیاس تو اس با کا تقاضہ کرتا ہے کہ یہ بیع جائز نہ ہو کیونکہ یہ معدوم چیز کی بیع ہے لیکن ہم نے اسے حضور پاک ﷺ کے قول کی وجہ سے جائز قرار دیا اس حدیث میں حضور پاک نے اس چیز کی بیع کرنے سے منع فرمایا ہے جو انسان کے پاس نہ ہو لیکن سلم کے بارے میں رخصت عطا فرمائی ہے۔ اور کبھی اجماع کے سات ہوتا ہے، جیسے استصناع یعنی کوئی شخص دوسرے کو حکم دے مثلا موزہ سینے کا حکم دے۔ اس موزے کا وصف اور مقدار بھی بیان کر دے لیکن مدت بیان نہ کرے۔ تو قیاس تو اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ یہ ناجائز ہو کیونکہ یہ معدوم چیز کی بیع ہے لیکن استحسانا اجماع کی وجہ اس کے جائز ہونے کا حکم دیا گیا کیونکہ لوگوں زمانہ نبوی ﷺ میں اس طرح کا معاملہ کرتے تھے اور حضور پاک ﷺ نے اس سے منع بھی نہیں فرمایا۔

آگے جاری ہے--------

۳۱) یہودیوں کے سستی برتنے اور تعصب کے اسباب تحریر کریں؟

جواب) تورات کے احکام کو قائم کرنے میں سستی برتنا اور حرص اور بخل کا ارتکاب کرنا تو ظاہر ہے کہ نفس امارہ کے تقاضوں میں سے ہے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ وہ تمام لوگوں پر غالب آجاتی ہے مگر جسے اللہ چاہے۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا (وَ مَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِیْۚ-اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْؕ) (ترجمہ کنزالایمان: اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے) ذریعے برائی اہل کتاب میں اور دوسرے رنگ سے ظاہر تھی وہ فاسد تاویلوں کے ساتھ اس کے صحیح کرنے کا تکلف کرتے تھے اور شریعت کی صورت میں اسے ظاہر کرتے تھے۔

۳۲) یہودیوں کے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ کی رسالت کو بعید سمجھنے کے اسباب تحریر کریں؟

جواب) حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی رسالت کو بعید جاننے کے بہت سے اسباب ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

نکاح زیادہ کرنے میں اور کم کرنے میں کیا انبیاء کرام کے عادات اور احوال کے مختلف ہونا اور جو اس کے مشابہ ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی ایک شریعتوں کا مختلف ہونا۔

انبیاء کرام کے معاملات کے بارے میں اللہ کے طریقے کا مختلف ہونا۔

بنی اسماعیل سے نبی کا بھیجنا حال ہے کہ جمہور انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل سے تھے اور اسی طرح اور بھی اسباب ہیں۔

۳۳) شریعتوں کے مختلف ہونے کا کیا سبب ہے؟

جواب) شریعتوں کے مختلف ہونے میں اصل یہ ہے کہ نبوت تمام عالم کے انسانوں کی اصلاح کی ان کی عادات اور عبادات کو درست کرنے کی منزلت میں ہے، نہ کہ اچھائی اور برائی کے اصول ایجاد کرنے کی منزلت میں ہے۔ اور ہر قوم کے لیے عبادات اور معاملات اور سیاسی معاملات میں مختلف عادت ہوتی ہیں دونوں بہت نے ایک ہی بار میں ان عادتوں کو جڑ سے نہیں اکھاڑ دیا اور نہ ہی دوسری عادتوں کی ایجاد

اور کبھی ضرورت کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے برتنوں کا پاک کرنا۔ کیونکہ قیاس تقاضا کرتا ہے کہ وہ برتن پاک نہ ہو جب وہ نجس ہو جائیں کیوں نہ کہ ان کا نہیں چھوڑنا ممکن نہیں ہوتا یہاں تک کہ ان سے نجاست نکل جائے۔ لیکن ہم نے استحسانا اس میں سب کی ضرورت اور اس کے نجس چھوڑ دینے میں حرج ہونے کی ضرورت کی وجہ سے پاک ہونے کا حکم لگایا۔ اور کبھی قیاس خفی کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے چیر پھاڑ کرنے والے پرندوں کے جھوٹے کا پاک ہونا۔ کیونکہ قیاس جلی یہ تقاضہ کرتا ہے کہ ان کا جھوٹا ناپاک ہو۔ کیونکہ ان پرندوں کا گوشت ناپاک ہے اور ان کا جھوٹا اسی سے پیدا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے درندے جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہو۔

اور ایک اس لیے استحسان وہ ہے جس پر قیاس مقدم ہوتا ہے اور وہ وہ استحسان ہے جس کا اثر ظاہر ہو اور اس کا فساد چھپا ہوا ہو۔ اس کی مثال جیسا کہ جب نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی جاتی ہے تو قیاس کے اعتبار سے نمازی کو رکوع کرنا چاہیے لیکن استحصانا یہ کافی نہیں ہے۔ کیونکہ جب کوئی بندہ نماز میں آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے تو وہ اس کے لیے سجدہ کرتا ہے اور پھر کھڑا ہوتا ہے اور اپنی بقیہ قرات پوری کرتا ہے اور پھر رکوع کرتا ہے اور اگر وہ رکوع کرے آیت سجدے کی جگہ میں اور وہ آیت سجدہ اور رکوع کو ایک دوسرے میں داخل کرنے کی نیت کرے جیسا کہ حافظوں کے درمیان معروف ہے تو یہ بطور قیاس جائز ہوگا لیکن استحصانا جائز نہیں ہوگا۔ قیاس کی وجہ: رکوع اور سجود دونوں خشوع و خضوع میں تشابہ ہیں اور اسی وجہ سے اللہ پاک کے فرمان (وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ) (ترجمہ کنز العرفان: اور وہ سجدے میں گر پڑا اور رجوع کیا) میں رکوع کا سجدہ کرنے پر اطلاق کیا گیا۔ استحسان کی وجہ: بے شک ہمیں سجدے کرنے کا حکم دیا گیا اور وہ تعظیم کی انتہا ہے حالانکہ رکوع ایسا نہیں ہے اور اسی لیے نماز میں رکوع سجدے کے قائم مقام نہیں ہوتا تو اسی طرح سجدہ تلاوت بھی ہے۔ تو یہ وہ استحسان ہے جس کا اثر تو ظاہر ہے لیکن اس کا فساد چھپا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو تلاوت میں سجدے ہیں وہ شریعت نے قربت کے لیے بذات خود مقصود نہیں کیے ہیں یعنی عبادت مقصودہ نہیں ہیں مقصود تو خشوع و خضوع ہے اور نماز میں یہ کام رکوع بھی کرتا ہے لیکن نماز کے علاوہ میں نہیں کرتا۔

آگے جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔

کرنے کا حکم دیا۔ بلکہ نبی نے ان عادات میں سے ممتاز کیا ان عادتوں کو جو شریعت کے قائدو کے مطابق تھی اور اس چیز کے موافق تھی جس سے اللہ پاک راضی ہو جاتا ہے تو وہ عادتیں باقی رہی اور وہ عادتیں جو ان میں سے اس کے بر خلاف تھی تو نبی نے اسے باقدر ضرورت تبدیل کر دیا، اور اللہ پاک کی نعمتوں کو یاد دلانا اور اس کے ایام کو یاد دلانا بھی اسی سلوک پر ہوتا ہے جیسا کہ قوم کے درمیان معمول ہوتا ہے تو وہ اس سے الفت کرتے ہیں۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں اس نقطے کی وجہ سے مختلف ہوئیں اور یہ اختلاف طبیب کے اختلاف کی طرح ہے کہ جب وہ دو مریضوں کے معاملے میں غور و فکر کرتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کے لیے ٹھنڈی غذا اور ٹھنڈی دوا تجویز کرتا ہے اور دوسرے کو گرم دوائی اور گرم غذا کا حکم دیتا ہے حالانکہ طبیب کا مقصد دونوں جگہ میں ایک ہی ہے اور وہ طبیعت کا درست کرنا ہے اور اور فاسد چیزوں کا نکالنا ہے نہ کہ اس کے علاوہ۔ اور کبھی طبیب ہر اقلیم میں دوا اور غذا ان اقلیم کے مطابق تجویز کرتا ہے اور ہر موسم میں ایسی تدبیر اختیار کرتا ہے جو اس موسم کی طبع کے مطابق ہو۔

اور اسی طرح حکیم حقیقی جل جلالہ نے جب ارادہ کیا کہ وہ علاج کرے ان کا جو نفسانی مرض میں مبتلا ہیں اور وہ ان کی طبع اور قوت ملکی کو مضبوط کرے اور مفسد چیزوں کو زائل کرے۔ تو علاج کرنے کا طریقہ زمانے کی قوم کے مختلف ہونے کے مطابق اور ان کے اعداد اور مشہورات اور مسلمات کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوا۔

۳۴) یہودیوں کے احوال کی مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

جواب) اگر تم چاہتے ہو کہ تم یہودیوں کے نامونے دیکھو تو تم ان علم آئے سوء کی طرف نظر کرو جو دنیا کو طلب کرتے ہیں اور اپنے سلف کی اندھی تقلید کے عادی ہو جاتے ہیں اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی نصوص سے منہ پھیر لیتے ہیں اور عالم کے تعمق اور تشدد کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں تو وہ اللہ پاک کے کلام سے منہ پھیر لیتے ہیں اور جھوٹی باتوں اور فاسد تاویلات کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں تو گویا کہ وہ ان امور کو اختیار کرنے میں یہودی ہی ہیں۔

۳۵) نصاریٰ کی گمراہیاں تحریر کریں؟

نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان رکھنے والے تھے۔ اور ان کی گمراہیوں میں سے یہ تھا کہ وہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تین الگ الگ شعبوں میں ایک طور پر جدا ہونے والا ہے اور دوسرے طور پر متحد ہے اور وہ ان تین شعبوں کو اقالیم ثلاثہ کا نام دیتے ہیں:

ان میں سے ایک شعبہ: باپ اور یہ عالم کی ابتدا کرنے والے کے مقابلے میں ہے۔

دوسرا: بیٹا وہ صادر اول کے مقابلے میں ہے اور وہ امر عام تمام موجودات وہ شامل ہے۔

تیسرا: روح القدس جو عقول مجردہ کے مقابلے میں ہے۔

۳۶) نصاریٰ کے عقیدے تحریر کریں؟

نصاریٰ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بیٹے کی شخصیت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح نے اوڑھ لیا ہے یعنی وہ بیٹا حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی صورت میں ظاہر ہوتے تھے اور وہ گمان کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معبود ہیں۔

تو ہم نے اس قیاس پر عمل کیا جس کا صحیح ہونا چھپا ہوا تھا۔ اور ہم نے کہا کہ سجدہ تلاوت کی جگہ رکوع کو قائم کرنا جائز ہے باخلاف نماز کا سجدے کے کیونکہ رکوع نماز میں اپنی جگہ میں مقصود ہے، اور سجدہ نماز میں اپنی جگہ مقصود ہے (نور الانوار)۔

اور یہ بھی گمان کرتے تھے کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں اور یہ بھی کہ ابو بشر ہیں اور ان پر بشری اور الوھیت والے احکام ایک ساتھ جاری ہوتے ہیں۔ نصاری اس معاملے میں انجیل کی بعض نصوص کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں اس حیثیت سے کہ اس میں ابن کا لفظ واقعہ ہوا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی طرف بعض الوہیت کے افعال کو بھی منسوب کیا تھا۔

۳۷) کیا حضرت عیسی علیہ السلام کا کلام تحریف شدہ ہے؟

جواب) جی نہیں حضرت عیسی علیہ السلام کا کلام میں تحریف نہیں ہے کیونکہ ابن کا لفظ قدیم زمانے میں محبوب مقرب اور مختار کے معنی میں استعمال ہوتا تھا جیسا کہ اس پر انجیل شریف کے قرینے دلالت کرتے ہیں۔

۳۸) حضرت عیسی علیہ السلام کے بعض الوہیت والے افعال کو اپنی طرف منسوب کرنے کی کیا وجہ تھی؟

جواب) یہ حکآیت کرنے کے طور پر تھا جیسے کہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا قاصد کہتا ہے کہ فلاں ہم نے فلاں بادشاہ پر غربہ پا لیا تھا اور ہم نے اس کا قلعہ چھین لیا تھا تو حقیقت میں اس کا معنی جو ہے وہ بادشاہ کی طرف لوٹتا ہے حالانکہ وہ اس بات کا ترجمان تھا۔ اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ عالم اعلی کی جانب سے حضرت عیسی علیہ السلام کے دل کی تختی میں معانی کو نقش کرنا حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف وحی کا طریقہ ہوتا ہو۔ اور انسانی صورت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے اور کلام کا ڈالنے کی مثال نہ ہو تو کبھی کبھار حضرت عیسی علیہ السلام کے دل میں اس نقش کرنے کے سبب کلام ان افعال کی نسبت اپنی طرف کرنے میں صادر ہونے والا ہوتا۔ حالانکہ حقیقت چھپی ہوئی نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے اس باطل مذہب کا رد فرمایا ہے اور پختہ فرمایا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں اور اس کی وہ پاک ہے جو کہ حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ کے رحم میں پھونکی گئ اور جس کی تائید اللہ پاک نے روح قدس کے ساتھ فرمائی ہے اور اللہ پاک نے حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف بہت ساری خاص عنآیتوں کے ساتھ نظر فرمائی ہے۔ اگر ہم نے فرض کیا کہ اللہ پاک سبحانہ و تعالی اس روح کے پہننے میں ظاہر ہوا جو کہ تمام روحوں کی جنس سے ہے اور اس نے بشریت کو اوڑھ لیا۔ اس معنی پر غور و خوض سے کام لیتے وقت اتحاد کا لفظ صرف تسامح کے ساتھ بولا جائے گا۔ اور اس معنی کے لیے تقویم اور اس کی مثل الفاظ زیادہ قریب ہوں گے۔

حالانکہ اللہ پاک بہت بلند ہے اس سے جو ظالم کہتے ہیں۔

۳۹) نصاری[1] کے احوال کی مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

جواب) اگر تو چاہتا ہے کہ تو اس فرقے کے نمونے تو تو نظر کراج کل کے مشائخ اور اولیاء کی اولادوں کی طرف کہ وہ اپنے ابا و اجداد کے بارے میں کیا گمان رکھتے ہیں؟ تو تو انھوں نے ان کی عزت کرنے میں حد سے زیادہ تجاوز کرنے والا پآئے گا(وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ) (ترجمہ کنزالایمان: اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے)

۱) ایک قول یہ ہے کہ انہیں نصاری ایک بستی کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے جس کو نصران کہا جاتا ہے تو انہیں نصرانی کہا جاتا ہے اور اس کی جمع نصاری ہے (المفردات صفحہ نمبر 495)۔

۴۰) کیا حضرت عیسی علیہ السلام کو پھانسی دی گئی ہے؟

جواب) نصاری کی گمراہیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ یقین رکھتے تھے اس بات کا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا تھا۔ حالانکہ حقیقتو حال میں ان اس قصے میں اجتباع واقعہ ہو گیا تھا تو جب حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھآیا گیا تو انہوں نے گمان کیا کہ اپ کو قتل کر دیا گیا ہے اور انہوں نے اس غلطی کو نسل در نسل روایت کیا پھر اللہ پاک نے قرآن عظیم میں شبہ کو زائل فرمایا اور فرمایا (وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰـكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ) (ترجمہ کنزالعرفان: الانکہ انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان (یہودیوں) کے لئے (عیسیٰ سے) ملتا جلتا (ایک آدمی) بنادیا گیا) اور جو حضرت عیسی علیہ السلام کے قول سے انجیل مقدسہ میں ذکر کیا جاتا ہے اس کا معنی یہودیوں کی جرات کی خبر دینا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل کرنے پر ان کے اقدامات کی خبر دینا ہے۔ اگرچہ اللہ پاک نے ان کو اس ہلاکت سے نجات عطا فرمائی ہے۔ اور بہر حال جو حواریوں کا قول ہے تو اس کی منشا اتباع کا واقعہ ہونا ہے اور اس اٹھانے کی حقیقت پر مطلع نہ ہونا ہے جس کو ذہن اور سماع تسلیم نہیں کرتے۔

۴۱) انجیل مقدسہ میں فارقلیط کی بشارت سے کیا مقصود ہے؟

جواب) نصاری کی گمراہیوں میں سے گمراہی یہ بھی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ بے شک وہ فارقلیط جس کا وعدہ کیا ہوا ہے وہ حضرت عیسی روح اللہ ہیں جو قتل کے بعد آئیں گے اور انجیل شریف کو پکڑنے کی وصیت کریں گے۔ ہر وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے وصیت فرمائی اور انہیں خبر دی اس طور پر کہ نبوت کے جھوٹے دعوے کرنے والے بہت ہوں گے۔ تو جو حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرے تو تم اس کے کلام کو قبول کرو ورنہ قبول نہیں کروں۔ تو قرآن عظیم نے بیان فرمایا کہ حضرت عیسی کی بشارت ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پر ہی منطبق ہوتی ہے۔ نہ کہ حضرت عیسی کی صورت روحانیت پر منطبق ہوتی ہے۔ چونکہ انجیل میں کہا بے شک فارقلیط تمہارے درمیان زمانے سے ایک مدت تک رہیں گے وہ تمہیں علم سکھائیں گے اور لوگوں کو پاک کریں گے اور یہ معنی ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے غیر میں ظاہر نہیں ہوتا اور بہر حال حضرت عیسی کا بشارت میں ذکر کرنا وہ ان کی نبوت کو ثابت کرنے کا نام ہے نہ کہ ان کو اللہ یا ابن اللہ کہنا ہے۔

۴۲) منافقین کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب) منافقین کی دو قسمیں ہیں:

منافق اعتقادی: یہ ایک ایسی قوم تھی جو ایمان کی شہادت کو زبان سے بولتے حالانکہ ان کا دل کفر پر برقرار ہے اور وہ اپنے دلوں میں کفر و حجود کو چھپاتے۔ اللہ پاک نے ان کے بارے میں فرمایا (اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ) (کنزالایمان: بیشک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں)۔

منافق عملی: وہ ایسا گروہ ہے جو اسلام میں کمزوری کے ساتھ داخل ہوا ہے۔

اور منافق عملی میں سے وہ ہیں جو اپنی قوموں کی عادت کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کی موافقت کے عادی ہوتے ہیں اگر ان کی کوئی ایمان لے آئے تو وہ ایمان لاتے ہیں اور اگر کفر کرے تو وہ بھی کفر کرتے ہیں۔

اور منافق عملی میں سے وہ ہیں جن کے دلوں پر دنیا کی محبت غالب اگئی اس حیثیت سے کہ ان کے دل میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی محبت کی جگہ باقی نہ رہی۔

اور منافق عملی میں سے وہ ہیں جن کے دلوں میں مال کی حرص اور حسد اور بغض و کینہ اور اس جیسے اور راسخ ہو گئے یہاں تک کہ وہ مناجات اور عبادت کی برکتوں کی حلاوت یعنی مٹھاس کا شعور نہیں رکھتے۔اور منافق عملی میں سے بعض وہ ہیں جو ذریعہ معاش میں مشغول ہو گئے اور اس میں اتنا غرق ہو گا کہ ان کے لیے قیامت کے امر کا اہتمام کرنے کے لیے فرصت نہیں اور اس میں غور و فکر کرنے کے لیے بھی فرصت نہیں۔اور منافق عملی میں سے بعض وہ ہیں جن کے دلوں میں حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی رسالت کے بارے میں کمزور گمان اور گھٹیا شبہات لاحق ہوئے، اگرچہ وہ اس درجے تک نہ پہنچا ہو کہ اس کے ذریعے اسلام کی رسی گلے سے نکل جائے اور وہ اسلام سے بالکل ہی خارج ہو جائے حالانکہ ان شکوک کی وجہ حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پر بشری احکام کا جاری ہونا ہے اور ملت اسلام کا شہروں کے بادشاہوں پر غلبے کی صورت میں ظاہر ہونا ہے اور جو اس کے مشابہ ہیں۔ اور منافق عملی میں سے بعض وہ ہیں جن پر قبیلوں اور خاندانوں کی محبت نے غلبہ پالیا اس طور پر کہ انہوں نے ان کی مدد کرنے میں اپنی اپنی پوری طاقت لگا دی اگرچہ اس میں اہل اسلام کے لیے نقصان ہو اور اس مقابلے کے وقت اسلام کے معاملے میں وہ کوتاہی دکھاتے ہیں۔

۴۳) کیا نفاق کی ان دونوں صورتوں پر مطلع ہونا ممکن ہے؟

جواب) نفاق کی پہلی صورت یعنی نفاق ادی پر نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے بعد مطلع ہونا ممکن نہیں کیونکہ وہ علم غیب کی قبیل سے ہے اور ہمارے لیے ممکن نہیں ہے کہ ہم اس بات پر مطلع ہوں جو دل میں چھپی ہوئی ہے۔اور دوسرا نفاق یعنی نفاق کے عملی کثیر واقع ہے خاص طور پر ہمارے زمانے میں۔اور اسی کی طرف حدیث مقدسہ نے اشارہ ہے۔فرمان خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم ہے()()()()۔اس کے علاوہ احادیث میں بھی اشارہ ہے۔اور اللہ پاک نے قرآن عظیم میں ان کے خلاف اور ان کے اعمال کو بیان کر دیا بیان کر دیا۔اور اللہ پاک نے ان دونوں فرقوں کے احوال سے بہت چیزیں ذکر فرمائی ہے تاکہ امت ان سے بچ سکے۔

۴۴) منافقین کے احوال کی وضاحت مثال کے ساتھ کریں؟

جواب) اگر تو چاہتا ہے کہ تو دیکھے منافقین کے نمونوں کو تو تو امیروں کی مجلس کی طرف چلا جا اور تو وہاں ان کے ساتھیوں کی طرف نظر کر کہ کیسے وہ ان کی مرضی کو فضیلت دیتے ہیں شارع کی مرضی پر۔اور کوئی فرق نہیں ہے انصاف کی روح سے اس کے درمیان جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بغیر کسی واسطے کے سنا اور وہ نفاق کے راستے پر چل پڑا اور اس کے درمیان جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تو نہیں آیا حالانکہ وہ یا یقین کے ساتھ شارع کے حکم کو جانا، پھر وہ اس کے خلاف ترجیح دیتے ہیں اور اس کی مخالفت کی کوشش کرتے ہیں۔

اور انہی نمونوں میں سے ان معقولین کی ایک جماعت بھی ہے جن کے دلوں میں شکوک اور شبہات پختہ ہو گئے یہاں تک کہ ان کا عقیدہ قیامت کے دن اور حساب کے بارے میں ہل گیا تو یہ لوگ منافقین کی مثل ہیں۔

۴۵) مخاصمہ کے بیان میں قرآن مجید کا مقصد کیا ہے؟

جواب) اس بات پر خلاصہ یہ ہے کہ جب تو قرآن کریم کی تلاوت کرے تو تجھے گمان نہ کرے کہ جو مخاصمہ ہے یہ اس قوم کے ساتھ ہے جو سرے سے ختم ہو چکی ہے۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت ایسے نہیں ہوتی جو پچھلے زمانوں میں سے گزر گئی چکی ہو مگر حدیث (لتتبعن سنن من قبلکم) کے حکم کی وجہ سے وہ مثالوں کے طور پر آج بھی موجود ہے۔تو ان فاسد چیزوں کی کلیات کو بیان کرنا مقصد اصلی ہے، ان حکایات کو کوئی تخصیص حاصل نہیں ہے۔یہ بات وہ ہے جو مجھے اس کتاب میں مذکورہ گمراہ فلکو کے عقیدوں کو بیان کرنے سے اور ان کے جوابات کو پختہ کرنے سے آسانی کے ساتھ سمجھ میں آیا اور اتنی مقدار مخاصمے کی آیت کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

فصل ثانی

فی بقیة مباحث العلوم الخمسة

ا) اللہ پاک کا اللہ پاک کی ذات اور کو ثابت کرنے میں قرآن کریم کا کیا اسلوب رہا ہے؟

جواب) قرآن کریم کے نزول کا مقصد عرب عجم دیہاتی اور شہری تمام لوگوں کے گروہوں کو پاک کرنا ہے۔ اور اور اسی لیے حکمت الٰہیہ نے تقاضہ کیا کہ انسانوں کو اللہ پاک کی نعمتیں یاد دلانے میں مخاطب نہ کرنا مگر جو ان کی معلومات کی وسعت کے مطابق ہوں، اور جن کے ساتھ ان کی عقلیں احاطہ کر سکیں۔ اور یہ کہ نادر تحقیقات اور باریک بحثوں میں گہرائی میں نہ جانا، اور اللہ پاک کی صفات اور اس کے اسماء میں کلام کو واضح اور آسان طریقے پر چلانا جس کا ادراک بشری فطرت کے ساتھ تمام بشر کرسکے، اور اپنی ان عقلوں کے ساتھ ادراک کیا جاسکے جن کو کی تخلیق کرنے کی اصل میں رکھا گیا ہے نہ کہ حکمت الٰہیہ کی آگاہی اور میں کرنا کی مہارت کی طرف بغیر حاجت مند ہوئے۔

قرآن پاک نے واجب الوجود کی ذات کو اجمالی طور پر ثابت کیا ہے کیونکہ یہ علم بنی ادم کے تمام افراد کو صراحت کرنے والا ہے۔ اور تو ان میں سے ایسی قوم نہیں دیکھوگے جو اچھی جگہوں میں ہوں اور جو اعتدال سے قریب ہوں کہ وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ تو جب ناممکن ہوا ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے حقائق کی تحقیق کے طریقے پر صفات کو ثابت کرنا اس بات کے ساتھ کہ اگر وہ صفات الٰہیہ پر مطلع نہیں ہوں گے اور وہ اس ربوبیت کی معرفت تک نہیں پہنچیں گے جو دلوں کو پاک کرنے میں سب سے فائدہ مند چیز ہے، دوہ حکومت الٰہیہ نے تقاضا کیا کہ وہ بشری کامل صفات میں سے ان کو اختیار کرے جن کو وہ جانتے ہیں اور جس کے ذریعے آپس میں تعریف کرنا ان کے درمیان جاری ہوتا ہے۔

بس ان صفات باری تعالیٰ میں سے جن کی عظمت کی وسعت میں بشری عقلوں کا عمل دخل نہیں ہے، ان میں سے دقیق معانی کے مقابلے میں ان بشری صفات کاملہ کو استعمال کیا گیا۔ اور () کہ نقطے کو جہل مرکب کی جان لیوا بیماری کے لیے علاج بنا یا گیا۔ اور اور ان بشیر صفات کی مثل ثابت کرنے سے روکا گیا جو خیالات کو باطل عقیدوں کی طرف لے جاتی ہے جیسے اور اولاد اور رونے اور چیخ وہ پکار کرنے کا ثابت کرنا۔

تو اگر تو گہری نظر سے صفات الٰہیہ کے مسئلے میں غور و فکر کرے تو تو اسے ایسے انسانی علوم کے طریقے پر جاری پ آئے گا جو حاصل نہیں کیے جاتے (غیر مکتسبہ ہیں)۔ اور تو ایسی صفات کو جدا کرنا جن کو ثابت کرنا ممکن ہے اور ان کے ذریعے کوئی خلل بھی واقع نہیں ہوتا، ایسی صفات سے جو باریک معاملے کو باطل خیالات کی طرف لے جاتی ہیں۔ اور عام لوگوں کے ذہن ان کا ادراک نہیں کرتے (یعنی ان تک ان کی عقلیں نہیں پہنچ پاتیں)۔ اور یقین طور پر یہ علم توقیفی ہے۔ اور اس معاملے میں آزادی اور جھوٹ کے ساتھ بھینس کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

تو حق یہ ہے کہ اللہ پاک کی صفات اور اس کے اسماء انا کے معنیٰ میں توقیفی ہیں۔ تو اگر ہم نے ان قواعد کو جان لیا جن پر شرع نے اللہ پاک کی صفات کو بیان کرنے کی بنیاد رکھی ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے باب میں تحریر کیا۔ لیکن لوگوں میں سے کثیر لوگ ایسے ہیں کہ اگر صفات میں ان کے لیے غور و خوض کرنا مباح قرار دیا گیا، تو وہ ضرور گمراہ ہو جائیں گے اور گمراہ کر دیں گے۔ اور صفات میں سے بہت سی صفتیں وہ ہیں کہ اگرچہ ان کے ساتھ اصلا جائز ہے لیکن کفار ان الفاظوں کو اس کے غیر پر محمول کرتے ہیں۔ اور کثیر صفات وہ ہیں جن کا ان کے ظاہر پر استعمال کرنا مراد کے خلاف وہم دلاتا ہے۔ تو واجب ہے کہ اس سے بچا جائے۔ تو اسی حکمت کی وجہ سے شرع نے ان صفات کو توقیفی بنایا اور اس میں ر آئے کے ساتھ غور وخوض کرنے کو مباح قرار نہیں دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ضحک فرح تبشبش () غضب اور رضا ہمارے لیے ان الفاظ کا استعمال کرنا جائز ہے لیکن بکاء اور خوف کا استعمال کرنا ہمارے لیے جائز نہیں ہے اگرچہ ان دونوں کا لینا ایک دوسرے سے قریب قریب ہے۔ یعنی اللہ

پاک کی صفات اور اسماء وہی استعمال کیے جا سکتے ہیں جو اللہ پاک نے قرآن میں بیان فرمآئے یا اس کے پیارے حبیب محمد عربی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے بیان فرمآئے۔

۲) اللہ پاک کی نعمتوں کو بیان کرنے میں قرآن پاک کا کیا اسلوب ہے؟

جواب) اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی نعمتوں اور اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے ان کو اختیار فرمایا جن کو سمجھنے میں دیہاتی، شہری، عرب اور عجم برابر تھے۔ اور اسی وجہ سے اللہ پاک نے وہ نفسانی نعمتوں جو اولیاء اور علماء کے ساتھ خاص کی ہوئی ہیں ان کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور ان بلند نعمتوں کا ذکر بھی نہیں فرمایا جو بادشاہوں کے ساتھ خاص کی ہوئی ہیں۔ اللہ پاک نے صرف وہ نعمتیں ذکر فرمائیں جن کا ذکر کرنا مناسب ہے جیسے اسمان اور زمینوں کا پیدا کرنا، بادلوں سے پانی کا اتارنا، زمین سے پانی کا نکالنا، پھل، دانوں اور پھولوں کی بہت سی قسموں کو پانی کے واسطے سے نکالنا، ضروری صنعتوں کا الہام کرنا، اور ان کے کرنے پر قدرت دینا۔

اور اللہ پاک نے بہت سی جگہوں میں مصیبتوں کے ہجوم کے وقت اور ان کے دور ہونے کے وقت لوگوں کے مختلف احوال پر تنبیہ کرنے کو پختہ فرمایا ہے جو کہ نفسانی امراض میں سے کثیر الوقوع ہے۔

۳) ایام اللہ کو یاد دلانے میں قرآن پاک کا اسلوب بیان کریں؟

جواب) اللہ پاک نے ایام اللہ یعنی وہ واقعات جن کو اللہ پاک نے پیدا فرمایا جیسے اطاعت کرنا لوگوں کو نعمت دینا اور گناہ کرنے والوں کو عذاب دینا ان واقعات کو جو ان کے سننے میں پہلے ٹکرآئے ہیں۔ لوگوں نے اجمالی صورت کے ساتھ قصوں کو سنا تھا جیسے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود کہ وہ کس سے جن کو عرب نے سنا تھا اور وہ ان کے درمیان نسل در نسل گھومتے تھے، اور حضرت ابراہیم اور بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کے قصے۔ تو بے شک عرب والے ان قصوں کو سننے سے مانوس تھے بہت سے زمانوں میں یہودیوں کے عرب سے خطاب کرنے کی وجہ سے۔ اور قرآن کریم ان نادر کے سوکے درپہ نہیں ہوا جو کہ مانوس نہیں تھے۔ اور نہ ہی فائرس اور ہنود کے درمیان سزا و جزا کی خبریں دینے کے درپہ ہوا، اور قرآن پاک نے صرف مشہور قصوں کے ان ضروری حصوں کو ذکر فرمایا جو کہ ڈرانے اور نصیحت کرنے میں نفع دیتے تھے حالانکہ قصے مکمل طور پر اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ بیان نہیں ہوئے۔

اور اس معاملے میں حکمت یہ ہے کہ جب عوام انتہائی نادر کس سے سنتی ہے یا جب ان کے سامنے خصوصیات کو بیان کیا جائے تو وہ صرف اس قصے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور وہ نصیحت جو کہ اس میں اصلی غرض ہے وہ فوت ہو جاتا ہے اور اس کلام کی مثال وہ ہے جو کہ بعض عارفین نے کہا:

بے شک انسان جب تجوید کے قواعد کو حفظ کرتا ہے تو وہ تلاوت میں خشوع سے دور ہو جاتا ہے اور جب مفسرین نے بعید وجوہات کو بیان کرنا شروع کیا تفسیر میں تو علم تفسیر ایسا نادر ہو گیا کہ گویا کہ وہ نہیں تھا۔

۴) وہ قصے ذکر کریں جو قرآن کریم میں تکرار کے ساتھ آئیں ہیں؟

جواب) وہ کس سے جو قرآن کریم میں تکرار کے ساتھ آئے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱) زمین (یعنی اس کی جنس مٹی) سے حضرت ادم علیہ السلام کو پیدا کرنا اور ملائکہ کا ان کو سجدہ کرنا اور شیطان کا سجدہ کرنے سے منع کرنا اور اس کا ملعون ہونا اور بنی ادم کو ورغلانے میں اس واقعے کے بعد اس کی کوشش کرنے کا واقعہ [۱]۔

۲) حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام اور ان کی قوم کا توحید، ی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اور گھٹیا شبہات کے ساتھ فرمانبرداری کرنے سے قوم کا منع کرنا انبیاء علیہم السلام کے جوابات ذکر کرنے کے ساتھ اور سزا آئے الہی میں قوم کا مبتلا ہونا اور انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروکار کے لیے اللہ عزوجل کی مدد کے ظاہر ہونے کے بارے مخاصمے کا قصہ [۲]۔

۳) فرعون اوراس کی قوم اور بنی اسرائیل کے بے وقوفوں ساتھ حضرت موسی علیہ السلام کا قصہ، اور اس جماعت کا اپ علیہ السلام کی مخالفت کرنے کا قصہ اور اللہ سبحانہ و تعالی بد بختوں کو سزا دینے کا قصہ، اور اپنے نبی کی مدد کو یکے بعد دیگرے ظاہر کرنے کا قصہ [۳]۔

۴) حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کی خلافت اور ان دونوں کی معجزات اور کرامات کا قصہ [۴]۔

۵) حضرت ایوب اور حضرت یونس کی آزمائش اور اللہ سبحانہ و تعالی کی ان دونوں کے لیے رحمت کے ظاہر ہونے کا قصہ [۵]۔

۶) حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کے قبول کرنے کا قصہ [۶]۔

۷) سیدنا عیسی علیہ السلام کی بغیر باپ کے عجیب ولادت اور ان کے محد میں کلام کرنا اور ان سے معجزہ ظاہر ہونے کا قصہ [۷]۔

یہ قصے مختلف طور پر اجمالا اور تفصیلا اس اعتبار سے ذکر کیے گئے ہیں جن کا سورتوں کے نے تقاضا کیا ہے۔

) وہ قصے ذکر کریں جو قرآن میں تکرار کے بغیر آئے ہیں؟

جواب) وہ کس سے جو قرآن میں ایک یا دو مرتبہ فقط ذکر کیے گئے ہیں:

سیدنا ادریس علیہ السلام کے (آسمانوں کی طرف) اٹھانے کا قصہ [۸]۔

سیدنا ابراہیم اور نمرود کے مناظرے اور آپ کا پرندوں کو زندہ کرتے ہوئے دیکھنا اور اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا قصہ [۹]۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کا قصہ [۱۰]۔

---

۱) یہ واقعات سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۰ تا ۳۹، سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۱ تا ۲۵، سورۃ الاسراء آیت نمبر ۵۱ تا ۲۵، سورہ کہف آیت نمبر ۵۰، سورہ طہ آیت نمبر ۱۱۶ تا ۱۲۳، ص آیت نمبر ۸۱ تا ۸۵ اور سورہ حجر آیت نمبر ۲۶ تا ۴۴ میں ذکر کیے گئے ہیں۔ ﷺ

۲) یہ قصے سورۃالعراف آیت نمبر 59 سے 93 اور سورۃالھود آیت نمبر 25 سے 95 اور سورۃالحجر آیت نمبر 51 سے 84 آیت نمبر 69 سے 191 سورۃ الزاریات نمبر 24 سے 46 سورۃالقمر آیت نمبر نو سے 40 میں موجود ہیں۔

۳) یہ قصے سورۃالبقرہ آیت نمبر 49 سے 73۔ سورۃالاعراف آیت نمبر 103 سے 162۔ سورۃشعراء آیت نمبر 10 سے 68۔ سورۃالقصص آیت نمبر تین سے چھ میں موجود ہیں۔

۴) یہ قصے سے سورۃالنمل آیت نمبر 15 سے 44۔ سورۃ سبا آیت نمبر 10 سے 14۔ سورۃص آیت نمبر 18 سے 40 میں موجود ہیں۔

۵) یہ قصے سورۃالانبیاء آیت نمبر 83 سے 88۔ سورۃالصافات آیت نمبر 139 سے 148 میں موجود ہیں۔

۶) یہ قصے سورۃ آل عمران آیت نمبر 38 سے۔ سورۃالمریم آیت نمبر دو سے 11۔ سورۃالانبیاء آیت نمبر 89 سے 90 میں موجود ہیں۔ میں موجود ہیں

۷) یہ قصے سورۃ آل عمرانآیت نمبر 45 سے 51۔ سورۃالمریم آیت نمبر 16 سے 36۔ سورۃالانبیاء آیت نمبر 91 میں موجود ہیں۔

۸) یہ قصہ سورۃالمریم آیت نمبر 57 میں موجود ہے۔ اس آیت کے صحیح معنی یہ ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام اللہ کے ہاں نبوت اور تقرب والے مقام سے مشرف ہے۔ دنیا میں اللہ پاک کے ذکر جمیل کی وجہ سے بلند مقام پر فائز ہے۔ ایسا ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں کہا ہے (تاریخ ابن کثیر جلد ۱ صفحہ نمبر ۱۰۰)۔ اور جو اپ کے سوتے اسمان پر اٹھانے کے واقعے کو روایت کیا گیا ہے وہ کعب الاحبار کی اسرائیلیات خبر دینا ہے ایسا ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا ہے (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۲۶ عربی)۔

۹) حضرت ابراہیم یہ قصہ سورۃالبقرہ آیت نمبر 257 سے 260 میں موجود ہے۔

۱۰) ذبح یہ قصہ سورۃالصافات آیت نمبر 101 سے 108 میں موجود ہے۔

۱۱) حضرت یوسف ایک قصہ سورہ یوسف میں موجود ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کا دریا میں ڈالنا اور ان کا قدمی کو قتل کرنا اور مدین شہر کی طرف نکلنا اور وہاں اپ کا شادی کرنا اور پیڑوں پر اگ کو دیکھنا اور وہاں سے کلام سننے کا قصہ [۱]۔

گائیں کو ذبح کرنے کا قصہ [۲]۔

سیدنا موسیٰ اور سیدنا خضر علیہما السلام کے ملنے کا قصہ [۳]۔

جالوت اور طالوت کا قصہ [۴]۔

بلقیس کا قصہ [۵]۔

ذوالقرنین کے قصہ [۶]۔

اصحاب کہف کو قصہ [۷]۔

ان دو مردوں کا قصہ جو اپس میں جھگڑ رہے تھے [۸]۔

اصحاب جنت کا قصہ [۹]۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تین قاصدوں اور اس مومن کا قصہ جس جس کو کافروں نے شہید کر دیا [۱۰]۔

اصحاب فیل کا قصہ [۱۱]۔

۶) وہ قصوں جو قرآن کریم میں ایک دو مرتبہ آئے ہیں ان کا اصل مقصد کیا ہے؟

جواب) ان کے قصوں سے ان کی معرفت مقصود نہیں ہے بلکہ سننے والے کے ذہن کا شرک اور گناہوں کی گندگی اور اس پر اللہ پاک کا سزا دینا اور مخلص بندوں کا اللہ پاک کی مدد سے مطمئن ہونا اور اللہ پاک کی عنآیت کا ان پر ظاہر ہونے کی طرف منتقل ہونا ہے۔

۷) موت کو یاد دلانے کے بیان میں اللہ پاک نے کیا کیا ذکر فرمایا؟

جواب) اللہ پاک نے ان کی موت کی کیفیت اور اس گھڑی میں انسان کے عاجز ہونا اور جنت اور دوزخ موت کے بعد اس پر پیش کرنے اور عذاب کے ملائکہ کا ظاہر ہونا بیان فرمایا ہے۔

---

۱) یہ قصہ سورۃ القصص آیت نمبر ایک سے 42 اور سورہ طہ آیت نمبر نو سے 97 میں موجود ہے۔

۲) یہ قصہ سورۃ البقرہ آیت نمبر 67 سے 71 میں موجود ہے۔

۳) یہ قصہ سورۃ الکہف آیت نمبر 60 سے 82 میں موجود ہے۔

۴) یہ قصہ سورۃ البقرہ آیت نمبر 246 سے 252 میں موجود ہے۔

۵) یہ قصہ سورۃ النمل آیت نمبر 18 سے 44 میں موجود ہے۔

۶) یہ قصہ سورۃ الکہف آیت نمبر 83 سے 98 میں موجود ہے۔

۷) یہ قصہ سورۃ الکہف آیت نمبر 9 سے 26 میں موجود ہے۔

۸) سورۃ الکہف آیت نمبر 32 سے 44 میں موجود ہے۔

۹) یہ قصہ سورۃ القلم آیت نمبر 13 سے 33 میں موجود ہے۔

۱۰) یہ قصہ سورۃ یٰس آیت نمبر 13 سے 32 میں موجود ہے۔

۱۱) یہ قصہ سورۃ الفیل میں موجود ہے۔

۸) اشراط[۱] الساعۃ تحریر کریں؟

حضرت عیسی علیہ السلام کا نازل ہونا

دجال کا نکلنا

دابۃ الارض کا نکلنا

یاجوج ماجوج کا نکلنا

ہلاک ہو جانے والی صور پھونکنا

اٹھانے والی صور پھونکنا

حشر اور نشر

سوال اور جواب

میزان

اعمال کے صحیفے سیدھے اور الٹے ہاتھ پر دینا

مؤمنوں کو جنت میں داخل ہونا

کفار دوزخ میں داخل ہونا

دوزخ والوں میں سے پیروی کرنے والے اور پیروی کیے ہوئوں کے درمیان جھگڑا ہونا اور ان میں سے بعض کا بعض کرنا اور لعنت کرنا

اللہ پاک کی رویت کے ساتھ اہل ایمان کا خاص ہونا

زنجیروں اور ہتوڑیوں گرم پانی اور بدبودار پانی اور ٹھوہڑ سے عذاب کی قسموں کو بیان کرنا

حور اور محلات اور باغات اور نہریں اور پسندیدہ کھانے اور عمدہ لباس اور حسین عورتیں اور اہل جنت کی باہمی دل کو خوش کرنے والی صحبتوں سے نعمتوں کی اقسام بیان کرنا

ان قصوں کو مختلف سورتوں میں سورتوں کے اسلوب کے مطابق اجمال اور تفصیل کے ساتھ جدا جدا ذکر کیا گیا ہے۔

۹) قرآن پاک کا علم الاحکام کو بیان کرنے کا اسلوب بیان کریں؟

جواب) احکام کی بحث میں کلی قاعدہ یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو دین حنفیّہ کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا۔ تو اس دین کی شریعت کو باقی رکھنا اور اس کے مسائل کے اصولوں میں تبدیلی کا نہ ہونا لازم ہے سوآئے عام کو خاص کرنے اور توقید اور تحدیدات اور اس جیسے اور چیزوں کے زیادہ کرنے کے، اللہ پاک نے ارادہ فرمایا کہ وہ اپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی موجودگی سے عرب کو پاک کر دے اور عرب کے ذریعے دنیا کے تمام کنوں کو پاک کر دے۔ تو لازم ہے کہ اپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی شریعت کے اصول عرب کی عادات اور ان کی تقلیدوں کے مناسب ہوں۔ تو جب تو حنفی دین کی شریعت کے مجموعے کی طرف نظر کرے، اور تو عرب کی عادتوں اور ان کی تقلید پر نظر رکھے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر غور و فکر کرے جو برابری اور اصلاح کی منزلت میں ہے، تو تو ہر حکم کے لیے کوئی سبب پ آئے گا۔ اور تو ہر امر اور ہر نھی کے لیے کوئی نہ کوئی مصلحت پ آئے گا اور اسمعا ملے میں کلام بہت طویل ہو جاتا ہے۔

۱)

۱۰) قرآن کریم کا تحریف شدہ دین حنفیّہ کی اصلاح کرنے کا اسلوب بیان کریں؟

جواب) بے شک عبادات میں سے طہارت، نماز، روزے، زکوۃ، حج وغیرہ میں ان کو قائم کرنے میں سستی کرنے کی وجہ سے اور لوگوں کا ان کے اکثر بارے میں نہ جاننے کے سبب اختلاف کرنے کی وجہ سے اور ان تمام عبادات میں اہل جاہلیت کی تحریف کا داخل ہونے کی وجہ سے بہت بڑا بگاڑ واقع تھا۔ تو قرآن پاک نے اس خلل کو عبادات سے ساقط کر دیا اور انہیں برابر کر دیا یہاں تک کہ۔ اور رہی تدبیر منزل تو اس میں نقصان دراصل میں اور زیادتی کی بہت سی قسمیں واقع تھی اور اسی طرح شہری سیاست کہ احکام بھی الٹ پلٹ ہوئے تھے، تو قرآن پاک نے ان کے حدود اور ان کے وقت اور ان کے اصول کو ضبط کیا اور اس باب میں کبیرہ گناہ اور صغیرہ گناہوں کی بہت سی قسمیں ذکر کیئں۔

۱۱) قرآن پاک میں احکام کا ذکر تو بہت ہی مختصر طور پر آیا ہے تو لوگوں نے یہ احکام اتنی تفصیلی طور پر کیسے جانے جیسا کہ آج فقہی کتابوں میں موجود ہیں؟

جواب) قرآن پاک نے مختصر طور پر نماز کے مسائل کو ذکر کیا اور اس میں نماز نماز سے قائم کرنے کا لفظ ذکر ہے پھر رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اذان، مزید کو قائم کرنا، جماعت اور اوقات کے ساتھ اس کی تفسیر فرمائی۔ اور زکوۃ کے مسائل بھی مختصر طور پر قرآن پاک نے ذکر کیے پھر نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے تفصیل بیان فرمائی۔ اور حج اور روزے کے مسائل سورہ بقرہ میں، جہاد کے مسائل سورہ بقرہ اور سورہ انفال اور بہت سی الگ الگ جگھوں میں، اور حدود کے مسائل سورہ مائدہ اور سورہ نور میں، اور سورہ نساء میں میراث کے مسائل، اور سورہ بقرہ، سورہ نساء، سورۃ طلاق اور ان کے علاوہ میں طلاق اور نکاح کے مسائل قرآن پاک نے ذکر کیے۔

۱۲) قرآن پاک میں کثیر جگہ تعریضات اور اشارات ذکر کیے گئے ہیں ان کی کیا وجہ ہے؟

جواب) جو ہے تو نے اس قسم کو جان نہیں لیا جس کا فائدہ تمام امت کے لیے عام ہے تو یہاں پر ایک دوسری قسم بھی ہے جو حادثوں اور خاص واقعوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اگرچہ ان کا حکم جو ہے وہ عام ہے اور ان کی مثال:

یہ ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے پاس کوئی سوال پیش کیا جاتا تو اللہ پاک اس کا جواب ارشاد فرماتا۔

یا کوئی ایسا واقعہ پیش اتا جس میں مومنوں نے اپنی جان اور اپنی مالوں کے ساتھ سخاوت کی اور اور منافق کو نے اس میں بزدلی دکھائی اور بخل کیا، تو اللہ کریم نے اپنی کتاب میں مومنوں کی حمد فرمائی اور منافقین کی مذمت بیان کی اور ان سے دردناک عذاب کا وعدہ لیا اور انہیں اس سے ڈرایا۔

یا دشمنوں کے برخلاف مدد کرنے یا ان کے ضرر کو روکنے کی قبیل سے کوئی واقعہ پیش آیا تو اللہ پاک مومنوں پر اپنا احسان جتلایا اور اپنی نعمتوں کون ہیں یاد دلایا۔

یا کوئی ایسی حالت پیش اگئ جو تنبیہ اور ڈانٹ یا تعریف یا اشارہ یا امر یا نہیں کی طرف محتاج تھی تو اللہ پاک نے اس باب میں جو اس قبیل سے تھا اسے نازل فرمایا۔ تو مفسر کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان قصوں کو اجمالی طور پر ذکر کرے۔

اور بے شک سورہ انفال میں غزوہ بدر کے قصے کی، اور سورۃ آل عمرانمیں احد کے قصے کی، اور سورۃ الاحزاب میں خندق کے قصے کی، اور سورۃ الفتح میں حدیبیہ کے قصے کی، اور سورۃ الحشر میں غزوہ بنی ندیر کے قصے کی، (اور اس صورت میں فتح مکہ پر حرص دلانا اور ابھارنا آیا ہے)، سورۃ توبہ میں غزوہ تبوک کے قصے کی تعریض ائی ہے۔

سورہ مائدہ میں حجۃ الوداع کی طرف اشارہ آیا ہے۔

سورہ احزاب میں حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہ کی نکاح کے قصے کی طرف اشارہ آیا ہے۔

سورۃ تحریم میں آیا ہے۔اور سورہ نور میں ،اور سورۃ جن اور سورۃالاحقاف میں جنوں کا نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی تلاوت کو سننے کے قصے کی طرف اشارہ آیا ہے۔

سورۃالتوبہ میں مسجد درار کی طرف اشارہ آیا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کے شروع میں معراج کے قصے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اور یہ قسم بھی ایام اللہ کو یاد دلانے کے باب سے ہے۔ لیکن جب

الباب الثانی

فی بیان وجوہ الخفاء فی معانی نظم القرآن بالنسبۃ الی اذھان اھل الزمان و ازالۃ ذلک الخفاء باوضح بیان

ا) قرآن پاک کے کلام کے فہم کو سمجھنے میں جو مشکل جگہیں ہیں ان کو بیان کریں؟

جواب) لفظ کے ساتھ مراد کو سمجھنے تک نہ پہنچنا اس کی مختلف وجوہات ہیں:

یہ کبھی کبھی غریب لفظ کو استعمال کرنے کے سبب ہوتا ہے اور اس غریب لفظ کو حل کرنے کے لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین اور تمام اہل معانی سے لفظ کے معنی کو نقل کیا جاتا ہے۔

اور یہ کبھی کبھی ناسخ اور منسوخ کو جدا نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور یہ کبھی کبھی سبب نزول صرف غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور کبھی کبھی مداف یا موصوف یا اس کے علاوہ کوئی حذف کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور کبھی کبھی ایک چیز کی جگہ دوسری چیز کو بدلنے یا ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کو یا ایک اسم کی جگہ دوسرے سم گو یا ایک فعل کی جگہ دوسرے فعل کو بدلنے کی وجہ سے ہوتا ہے یا مفرد کی جگہ جمع کو ذکر کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے عکس (یعنی جمع کی جگہ مفرد کو ذکر کرنے) کی وجہ سے ہوتا ہے، یا خطاب (حاضر کا صیغوں) کی جگہ غائب (کے صیغوں) کو استعمال کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور کبھی کبھی اس کو مقدم کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے جس کا حق مؤخر کرنے کا ہے اور اس کے عکس (یعنی جس کا حق مقدم کرنے کا ہوا سے مؤخر کرنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور کبھی کبھی ایک لفظ سے بہت ساری ضمیر کے پھیلنے اور بہت ساری مرادوں کے ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور کبھی کبھی تکرار اور اطناب کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور کبھی کبھی اختصار اور ایجاز کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور کبھی کبھی مجاز عقلی اور متشابہ الفاظ اور تعریف اور کنایہ استعمال کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

تو ان سعادت مندوں کے لیے مناسب ہے کہ وہ ان امور کی حقیقت پر کلام کی ابتدا میں اطلاع کر دیں اور اس کی مثالوں میں سے کسی چیز پر اطلاع کر دیں اور مفسرین کرام تفسیر کی جگہوں میں اشارے اور رمز پر اکتفاء کرتے ہیں۔

فصل اول

فی شرح غریب القرآن

۲) قران کے غرائب کی شرح کرنے کے حوالے سے مصنف علیہ الرحمہ نے کن کن راویوں کا کن کن طریقوں سے ترتیب بیان کی ہے؟

قران کی غرائب کے لیے سب سے اچھی شرح وہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ابن ابی طلحہ کے طریقے پر صحیح وارد ہوئی ہے اور غالب طور پر امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔

پھر وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ضحاک کے طرق سے صحیح وارد ہوئی ہے۔اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا نافع بن ازرق کے سوال کا جواب دینا ہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ نے ان تین طریقوں کو اتقان میں ذکر فرمایا ہے۔

پھر جو ائمہ تفسیر سے غرائب قران کی شرح کے بارے میں امام بخاری نے نقل کیا۔

پھر جسے تمام مفسرین نے غرائب قران کے حوالے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین اور تبع تابعین روایت کیا۔

فصل ثانی

فی معرفۃ الناسخ و المنسوخ

۳) متقدمین کے نزدیک منسوخ ایتیں 500 کے تعداد میں تھی تو اس کی کیا وجہ ہے اور یہ آیات متاخرین کے نزدیک کیوں منسوخ نہیں ہے؟

جواب) متقدمین کے نزدیک نسخ و معنی وہ یہ ہے کہ ایک آیت کے بعض اوصاف بعد دوسری آیت کی وجہ سے بدل جائیں۔تو بہر حال نس تو عمل کی مدت کے ختم ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے یا اول وقت میں سمجھ انے والے معنی سے کلام کو اول وقت میں سمجھ نہ انے والے معنی کی طرف پھیرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، یا اتفاقی قیدوں میں سے کوئی قید کو بیان کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، یا عام کو خاص کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، یا نصوص یا جس پر ظاہری طور پر قیاس کیا گیا اس کے بارے میں فرق کرنے والے کو بیان کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، یا زمانہ جاہلیت کی عادات کو بدلنے یا سابقہ شریعت کو بدلنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔تو متقدمین کے نزدیک نسخہ باب وسیع ہو گیا اور یہاں پر بھی عقل کا دوڑ نا کثیر ہوتا ہے۔اور اختلاف کا دائرہ بھی وسیع ہو گیا۔اسی لیے ان کے نزدیک منسوخ آیتوں کی تعداد 500 تک پہنچ گئی،ہائی لا کہ اگر تو غور و فکر کرے تو یہ بے شمار ہیں۔

اور بہر حال متاخرین کی اصلاح کے ساتھ جو منسوخ آیات ہیں ان کی تعداد کب ہے خاص طور پر ان کے مطابق جو میں نے ان توجہات سے چنی ہے۔بے شک امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اتقان میں حسن ذکر فرمایا جسے بعض علماء نے،پھر انہوں نے متاخرین کی رائے کے مطابق منسوخ آیتوں کو تحریر فرمایا اور انہوں نے اس کو 20 آیتوں کے قریب شمار فرمایا ہے،جو شیخ ابن عربی علی رحمہ کی رائے کے مطابق ہے۔اور مصنف علیہ الرحمہ کے لیے ان 20 آیات میں سے بھی اکثر میں اختلاف ہے۔

سورۃ البقرہ

۴) (كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، مصنف علیہ الرحمہ نے اس آیت کے حوالے سے کیا فرمایا ہے؟

جواب) ایک قول کے مطابق یہ آیت آیات وراثت سے منسوخ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حدیث (لا وصیۃ للوارث) سے منسوخ ہے۔

ایک یہ قول بھی ہے کہ یہ اجماع سے منسوخ ہے۔ان تمام کو ابن عربی نے حکآیت فرمایا ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بلکہ یہ جو آیت ہے یہ اللہ پاک کے فرمان ( ) سے منسوخ ہے،اور مذکورہ حدیث نسخ کو بیان کرنے والی ہے۔

۵) (وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ الرحمہ نے اس آیت کے حوالے سے کیا فرمایا ہے؟

جواب) اس آیت کے بارے میں ایک قول ہے کہ یہ اللہ پاک کے فرمان (فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ) سے منسوخ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ محکم آیت ہے اور اس میں لا مقدر یعنی چھپا ہوا ہے۔

مصنف علی رحمہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی دوسری وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت کا معنی (علی الذین یطیقون الطعام فدیہ) اور یہ مسنک کو کھانا کھلانا ہے۔تو اس کو اس کے ذکر سے پہلے پوشیدہ کیا گیا کیونکہ یہ مقدر ہے اور ضمیر کو ذکر کیا گیا۔ کیونکہ فدیہ سے مراد کھانا ہے اور اس کھانے سے مراد صدقہ فطر ہے۔اللہ پاک کے روزے کے حکم نے اس آیت میں صدقہ فطر کا تعقب کیا جیسے کہ دوسری آیت نے تکبیرات عید کا تعقب کیا ہے۔

۶) (يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز اس بارے میں مصنف علیہ الرحمہ کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیات اللہ پاک کے فرمان (احل لکم) سے منسوخ ہے کیونکہ اس آیت کا تقاضا ہے کہ ان معاملات میں موافقت ہو جو ان (سابقہ قوموں) پر کھانے اور سونے کے بعد وطی کرنے سے حرام تھا۔اسے ابن عربی علیہ الرحمہ نے ذکر فرمایا اور دوسرا قول بھی حکآیت فرمایا کہ یہ آیت آیت اس وجہ سے منسوخ ہے جو کہ سنت میں ہے۔

اور ( ) کا معنی نفس وجوب میں تشبیہ دینا ہے تو یہ منسوخ نہیں ہے۔

۷) ( ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ الرحمہ نے اس کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

جواب) یہ آیت اللہ پاک کے فرمان ( ) سے منسوخ ہے اسے ابن جریر نے حضرت عطاء بن میسرہ سے روایت کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ آیات جہاد کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کرتی بلکہ اس کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہے۔اور یہ علت کے سپرد کرنے اور منع کرنے والی چیزوں کے اظہار کرنے کی قبیل سے ہے۔تو معنی یہ ہے کہ حرمت والے مہینوں میں کی جہاد کرنا بہت شدید ہے لیکن جو فتنہ ہے وہ اس سے بھی زیادہ شدید ہے، تو فتنے کے مقابلے میں جہاد کرنا جائز ہے۔اور یہ توجیہ اس آیت کے سیاق سے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔

۸) (وَ الَّذِیۡنَ یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡکُمۡ وَیَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا ۖۚ وَّصِیَّۃً لِّاَزۡوَاجِہِمۡ مَّتَاعًا اِلَی الۡحَوۡلِ غَیۡرَ اِخۡرَاجٍ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت اللہ پاک کے فرمان (وَ الَّذِیۡنَ یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡکُمۡ وَیَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا یَّتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِہِنَّ اَرۡبَعَۃَ اَشۡہُرٍ وَّعَشۡرًا) سے منسوخ ہے۔اور وصیت کرنا میراث والی آیات سے منسوخ ہے۔اور سکنی ایک قوم کے نزدیک باقی ہے اور دوسری قوم کے نزدیک (لا سکنی) والی حدیث سے منسوخ ہے۔ مصنف علیہ رحمت فرماتے ہیں کہ یہ جیسا کہ فرمایا جمہور مفسرین کے نزدیک منسوخ ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ مستحب کا عرض دیا گیا ہے یا جائز قرار دیا گیا ہے میت کے لیے وصیت کرنا۔ اور واجب نہیں ہے عورت پر کہ وہ وصیت میں رہے اور اسی پر حضرت ابن عباس کا قول ہے اور یہ توجیہ آیت سے ظاہر ہے[1]۔

۹) (وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡہُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت اللہ پاک کے فرمان (لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا) سے منسوخ ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ عام کو خاص کرنے کے باپ سے ہے اور دوسری آیت کی بنیاد رکھی گئی کہ (جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے) اخلاص اور نفاق سے، نہ کہ ان نفسانی باتوں سے جن میں اختیار نہیں ہے۔ کیونکہ مکلّف کرنا نہیں ہوتا مگر جو کہ انسان کی طاقت میں ہوتا ہے۔

سورۃ آل عمران

۱۰) (یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) اس آیت کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ پاک کے فرمان (فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ) سے منسوخ ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ محکم آیت ہے حالانکہ اس میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جو کہ نسخ کرنے کے دعویٰ کو درست کریں سوائے اس آیت کے۔مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ (حَقَّ تُقٰتِہٖ) شرک اور کفر کرنے میں ہے، اور ان معاملات میں ہیں جو اعتقاد کی طرف لوٹتے ہیں۔اور () اعمال کے بارے میں ہیں اس حیثیت سے کہ جو وضو کرنے کی ستار نہیں رکھتا وہ تیمّم کرے، اور جو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ یہ وجہ آیت کی سیاق سے ظاہر ہے اور وہ اللہ پاک کا فرمان () ہے۔

---

۱) پھر یہ منسوخ کرنے والے آیت دلالت کرتی ہے کہ شوہر کے مرنے کی عدت چار مہینے اور دس دن ہے، برابر ہے کہ حاملہ ہو یا نہ ہو، حالا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ حاملہ کا عدت کو بچہ کو جنا ہے تو یہ آیت اس بارے ہے کہ شوہر کا مرنا اور حاملہ ہونا دونوں جمع ہوں۔تو یہ آیت طلاق سے منسوخ ہے، اور وہ اللہ پاک کا فرمان: وَ اُولَاتُ الۡاَحۡمَالِ اَجَلُہُنَّ اَنۡ یَّضَعۡنَ حَمۡلَہُنَّ (ترجمہ کنزالایمان: اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں) ہے۔ یہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اور امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہما دونوں کے نزدیک ہے (تفسیرات احمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ، صفحہ نمبر ۲۰ عربی، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔

سورۃ النساء

۱۱) (وَ اِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَةَ اُولُوا الۡقُرۡبٰى وَ الۡيَتٰمٰى وَ الۡمَسٰكِيۡنُ فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیافرماتے ہیں؟

جواب) ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آیت منسوخ نہیں ہے لیکن لوگوں نے اس آیت پر عمل کرنے میں سستی کی ہے۔ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے کہ یہ آیت محکم ہے اور اس میں جو امر ہے وہ مستحب ہونے کے لیے ہے اور یہ ظاہر ہے۔

۱۲) (وَ الَّذِيۡنَ عَقَدَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ فَاٰتُوۡهُمۡ نَصِيۡبَهُمۡ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیافرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت اللہ پاک کے فرمان (اُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ) سے منسوخ ہے۔ مصنف وغیرہ فرماتے ہیں کہ آیت کا ظاہر یہ ہے کہ قریبی رشتہ داروں کے لیے وراثت ہے اور نیکی اور صلح رحمی قریبی رشتہ داروں کے رشتہ داروں کے لیے ہے۔ تو کوئی نسخ نہیں ہے[1]۔

۱۳) (وَ الّٰتِىۡ يَاۡتِيۡنَ اِلٰى يَجۡعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيۡلًا) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیافرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت سورہ نور کی آیت سے منسوخ ہے۔ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی نسخ نہیں بلکہ یہ آیت انتہا کو پہنچنے والی تھی تو جب انتہا کو پہنچ گئی تو حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ جو وعدہ کیا ہوا راستہ ہے وہ یہ ہے تو اس کے لیے بھی کوئی نسخ نہیں ہے۔ اس آیت میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ جب کوئی عورت زنا کرے تو اس کو گھر میں ہی قید رکھو۔ یعنی اس آیت میں رجم اور کوڑوں کا حکم نہیں ہے۔ تو بعض ائمہ کے نزدیک یہ آیت سورہ نور کی آیت سے منسوخ ہے اور رجم والی احادیث سے بھی منسوخ ہے۔ لیکن مصنف علیہ رحمہ نے اس کی توجیہ بیان فرمائی ہے اور وہ توجیہ سمجھ کے زیادہ قریب ہے[1]۔

---

۱) امام طبری فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ سے روایت ہے () وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص دوسرے شخص سے عقد کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ (میرا خون تیرا خون ہے، اور تو میرا وارث ہے اور میں تیرا وارث ہوں، تو مجھ سے طلب کرے گا اور میں تجھ سے طلب کروں گا)۔ تو جب اسلام آیا تو اسے لوگوں نے باقی رکھا۔ تو انہیں حکم دیا گیا کہ وہ انہیں وراثت میں سے ان کا حصہ دویں، اور وہ چھٹا حصہ ہے۔ پھر یہ آیت وراثت کے حکم کے ساتھ منسوخ ہو گئی (تفسیر طبری، جلد ۴، صفحہ نمبر ۵۵)۔ یہ آیت موالی (غلاموں) کی وراثت کے بارے میں ہے۔ یہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک خاص طور پر منسوخ ہے اور ہمارے نزدیک باقی ہے کیونکہ ولاء کا عقد ہمارے نزدیک ثابت اور ان کے نزدیک ثابت نہیں ہے (تفسیرات احمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ، صفحہ نمبر ۲۱ عربی، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔

۲) اس کے اور اس کے بعد والی آیت (وَ الَّذٰنِ يَاۡتِيٰنِهَا مِنۡكُمۡ فَاٰذُوۡهُمَا) کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ پہلی آیت (شَهِدُوۡا فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ فِى الۡبُيُوۡتِ) سحاقہ عورتوں کے بارے میں ہے (یعنی وہ عورتیں جو عورتوں کے ساتھ بد فعلی کرتی ہوں، حکم حبس ان کے حق میں ہے) اور دوسری آیت لواطی مرودوں کے بارے میں ہے (یعنی وہ مرد جو مردوں کے ساتھ بد فعلی کرتے ہیں، حکم اذی (تکلیف دینے کا حکم) ان کے حق میں ہے) اور اپنے حال پر باقی ہیں۔ اور دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اللہ پاک نے قران پاک میں ارشاد فرمایا (اَوۡ يَجۡعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيۡلًا) (ترجمہ کنز الایمان: یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے) تو یہ آیت جو ہے یہ مجمل ہے کیونکہ اس میں جو راہ کو ذکر کیا گیا ہے اس کو بیان نہیں کیا گیا۔ بعد میں جو سورہ نور کی آیت ہے اس میں اللہ پاک نے زانیہ عورت کے لیے اس راہ کو بیان کر دیا کہ اللہ پاک شادی شدہ زانیہ کے لیے رجم کرنے اور باکرہ کے لیے کوڑے لگانے کی راہ نکال دی (تفسیرات احمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ، صفحہ نمبر ۲۱ عربی، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔

سورۃ المائدہ

۱۴) () کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حرمت والے مہینوں میں جہاد کے مباح ہونے کی وجہ سے منسوخ ہے۔

موننے والے رحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے قران پاک میں اس کے لیے کوئی ناسخ نہیں پایا اور نہ ہی سنت صحیہ میں اس کے لیے کوئی نہ ناسخ پایا۔ لیکن اس کا معنی یہ ہے کہ کہ جہاد کرنا حرمت والے مہینوں میں زیادہ سنگین ہوتا ہے جیسا کہ حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے خطبہ مبارکہ میں ارشاد (بے شک تمہاری جان اور مال تم پر اس طرح حرام ہے جیسے تمہارا یہ دن تمہارے اس مہینے اس شہر میں حرمتر کھتا ہے)۔

۱۵) (فَاِنۡ جَآءُوۡكَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت اللہ پاک کے فرمان (وَاَنِ احۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ) سے منسوخ ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر تم حکم کو چنو تو تم فیصلہ کرو اس چیز کا جو اللہ پاک نے کمائی کی طرف نازل فرمایا ہے اور تم اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ تو حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے لیے جائز ہے کہ ہم اہل ذمہ (ذمی لوگوں) کو چھوڑ دیں کہ وہ فیصلے کو اپنے مذہبی رہنماؤں کی طرف لے جائیں تو وہ اس کے ساتھ فیصلہ کریں جو ان کے پاس ہے۔ اور ہمارے لیے یہ بھی جائز ہے کہ ہم ان کے درمیان اس چیز کے ساتھ فیصلہ کریں جو اللہ پاک نے ہماری طرف نازل فرمایا۔

۱۶) (اَوۡ اٰخَرٰنِ مِنۡ غَيۡرِكُمۡ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت اللہ پاک کے فرمان (وَّاَشۡهِدُوۡا ذَوَىۡ عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ) سے منسوخ ہے.

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں امام احمد نے آیت کی ظاہر کے بارے میں فرمایا ہے۔ حالانکہ اس کا معنی اس کے غیر کی طرف ہے یعنی وہ دونوں ہمارے رشتہ داروں کے علاوہ میں سے ہوں تو یہ تو وہ تمام مسلمین میں سے ہوں گے۔

سورۃ الانفال

۱۷) (اِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت اپنی بات والی آیت (اَلۡـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنۡكُمۡ وَعَلِمَ اَنَّ فِيۡكُمۡ ضَعۡفًا فَاِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغۡلِبُوۡا مِائَتَيۡنِ وَ اِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ اَلۡفٌ يَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفَيۡنِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ) سے منسوخ ہے[۱]۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ ویسے ہی ہے جیسا کہ کہا منسوخ ہے۔

سورۃ التوبہ (براءۃ)

۱۸) () کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت عذر والی آیت سے منسوخ ہے۔ اور وہ اللہ پاک کے فرمان () () ہیں۔

خفافا یعنی وہ تھوڑا لا یا جاتا ہے سواری سے اور خدمت کرنے کے لیے غلام سے اس نفقے سے جس کے ساتھ قناعت ہو جائے۔ اور ثقالا یعنی بہت سارے سواری اور بہت سارے غلاموں کے ساتھ، تو کوئی منسوخ نہیں ہے۔ یا ہم فرماتے ہیں: نسخ معین نہیں ہے۔

سورۃ النور

۱۹) (اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت اللہ پاک کے فرمان (وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ) سے منسوخ ہے۔

مصنف علیہ رحمہ فرماتے ہیں امام احمد نے آیت کے ظاہر کی وجہ سے فرمایا حالانکہ ظاہر کے علاوہ کے وقت اس کا معنی یہ ہے کہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے کا کفر نہیں ہے مگر زانیہ کے لیے۔ یا کسی صالح کے لیے زانیہ کو اختیار کرنا مستحب نہیں ہے۔ اور اللہ پاک کا فرمان (حُرِّمَ ذٰلِكَ) سے زنا اور شرک کی طرف اشارہ ہے تو کوئی نسخ نہیں ہے۔ اور بہر حال اللہ پاک کا فرمان (وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ) عام ہے اور عام خاص کو منسوخ نہیں کرتا[۲]۔

۲۰) (لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) ایک قول کے مطابق یہ آیت منسوخ ہے۔

ایک اور قول یہ ہے کہ یہ آیت نہیں ہم لوگوں نے اس پر عمل کرنے میں کوتاہی کی ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور رہی زیادہ بہتر وجہ ہے ہے اور زیادہ پر اعتماد ہے۔

سورۃ الاحزاب

۲۱) (لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت اللہ پاک نے فرمان (اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ) سے منسوخ ہے۔

مصنف علیہ رحمہ احتمال ہوتا ہے کہ منسوخ کرنے والا تلاوت میں مقدم ہو اور یہی میرے نزدیک سب سے زیادہ ظاہر ہے۔

سورۃ المجادلۃ

۲۲) (اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت اپنی مابعد والی آیت (ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) سے منسوخ ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جیسا کہ کہا کہ منسوخ ہے۔

---

۱) منسوخ ہونے کی وجہ: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کفار اگر مسلمانوں سے دس گناہ زیادہ ہوں (تو) فرار ہونا حرام ہے۔ حالاکہ صرف حرام (تب) سے جب وہ ان سے ایک گناہ زیادہ ہوں (یعنی مسلمانوں کے دوگناہ ہوں)۔ تو یہ آیت اپنے ساتھ متصل (ملی ہوئی) آیت سے منسوخ ہے

۲) یہاں سب سے مراد امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ ہیں۔ ان کے نزدیک زانیہ کا کسی پاک دامن مرد سے اور زانیہ سے پاک دامن عورت سے نکاح جائز نہیں ہے یہاں تک کہ زانیہ اور زانی توبہ نہ لے۔ جبکہ ائمہ ثلاثہ کا موقف یہ ہے: زانیہ پاک دامن کا کفو نہیں ہے۔

سورۃ الممتحنۃ

۲۳) (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت جہاد سے منسوخ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت آیت غنیمت سے منسوخ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے۔ لیکن حکم سکون میں ہے اور کفار کی قوت کے وقت ہے۔

سورۃ المزمل

۲۴) (قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا) کیا یہ آیت منسوخ ہے، نیز مصنف علیہ رحمہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب) یہ آیت سورت کی آخری آیت سے منسوخ ہے پھر سورت کی اخری آیت پانچ نمازوں سے منسوخ ہے۔

چاہنے والی رحمت فرماتے ہیں پانچ نمازوں کے ساتھ ہونے کا دعوی کرنا دلیل نہیں ہے۔ بلکہ درست یہ ہے کہ سورت کا پہلا حصہ رات کے قیام کرنے کی طرف ہونے کی تاکید کرنے کے بارے میں ہے، اور سورت کا اخری حصہ صرف ندب کی طرف تاکید کو منسوخ کرنے میں ہے۔

۲۵) مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جلال الدین سیوطی نے ابن عربی کی معرفت کرتے ہوئے ۲۱ آیات کو منسوخ قرار دیا ہے لیکن مصنف علیہ الرحمہ نے تو صرف ۵ آیات میں ہی منسوخ ہونے کو ثابت فرمایا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب) امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عربی علیہ الرحمہ افت کرتے ہوئے فرمایا: یہ ۲۱ آیات منسوخ ہیں لیکن ان میں بعض علماء کا اختلاف ہے۔ ان کے غیر میں نصب کا دعوی کرنا درست نہیں ہوتا۔ اور آیت استئذان اور قسمہ کے بارے میں درست ترین قول یہ ہے کہ یہ دونوں آیت محکم ہیں اور منسوخ نہیں ہے۔ تو یہ منسوخ آیات ۱۹ ہو گئی اور جیسا کہ ہم نے تحریر کیا ہے کہ صرف پانچ آیات میں ہی ہونا معین ہے۔

۱) (نزلت فی کذا) کی اصلاح متقدمین کے نزدیک کس بارے میں استعمال ہوتی تھی؟

جواب) جیساکہ صحابہ اور تابعین کے مستقل کلام سے ظاہر ہے کہ وہ اس اصطلاح کو محض اس قصے کے لیے استعمال نہیں کرتے تھے جو نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے زمانے میں تھا، حالانکہ وہ سبب نزول ہے۔ بلکہ کبھی کبھار وہ ذکر کرتے تھے اس بات کو جس پر یہ آیت صادق اتی تھی ان سے جو نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانے میں تھا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے زمانے کے بعد تھا۔ اور وہ کہتے تھے کہ (نزلت فی کذا) یہاں تمام قیدوں کے منطبق ہونے کو لازم نہیں کرتا بلکہ صرف اصل حکم کے منطبق کرنے کو کافی ہے۔

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان حادثوں کو بیان کرے جو حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ الہ وسلم نے ہوئے تھے اور نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اور اس کی تلاوت فرمائی۔ اور صحابہ کرام کبھی کبھار اس صورت میں (نزلت فی کذا) فرماتے تھے۔ تو گویا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ کے دل مبارک میں طبقہ کرنا وحی کی نو سے ہے اور نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے آیت کا پھونکنا کی وجہ سے ممکن ہے کہ کہا جائے انزلت۔ اور یہ بھی ممکن ہے سورت کو کہ مکرر (نزلت فی کذا) ہونے کے ساتھ تعبیر کیا جائے۔